دلِ کہر زدہ
صالحہ قادر
Pdf available at
www.novelsclubb.com
FB/INSTA:
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

دلِ کہر زدہ

از

صالحہ قادر

www.novelsclubb.com

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

بارش تھی کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔اگرچہ میں چھت سے تمام دھلے ہوئے کپڑے اتار لائی تھی اور پانی کی ٹنکی بھی فل بھر کے موٹر کو ڈھانپ بھی دیا تھا کہ وہ پچھلی بار کی طرح خراب نہ ہو جائے، میں نے رات کا کھانا بھی بروقت تیار کر لیا تھا تاکہ لائٹ جانے پر اندھیرے میں کوئی دشواری نہ ہو،اور صحن میں رکھا تخت اور کرسیاں تو میں نے سب سے پہلے ہی گھسیٹ کر برامدے میں لا رکھی تھیں پھر بھی دل میں ایک الجھن سی تھی اور نظریں چاروں اطراف چکرا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا ایک بہت اہم کام میں نے ابھی تک نہیں کیا تھا، لیکن کیا؟

مانو۔۔۔۔منے کے ٹیوشن کی چھٹی ہونے والی ہے۔ جلدی سے جا کر اسے لے آ۔"میری الجھن امی نے سلجھادی اور میں سر پہ پیر رکھ کے کمرے کی طرف"

بھاگی۔ جلدی جلدی اپنی کالی چادر اوڑھی اور پیروں میں سادہ سی سینڈل اڑس کر گھر سے باہر بھاگ نکلی۔

میرا بھائی منان عرف منا میرے والدین کے بڑھاپے کی اولاد ہے۔ جب والدین میری پیدائش کے بعد مزید اولاد کی طرف سے ناامید ہو بیٹھے صبر شکر کی زندگی جی رہے تھے تب اچانک انہیں منے کی آمد کی خوشخبری ملی۔ میں اس وقت بیس سال کی تھی جب منان میاں ہمارے چھوٹے سے گھر میں قلقاریاں بکھیرنے تشریف لائے تھے۔ میرے والدین منان سے بلاشبہ مجھ سے زیادہ محبت جتاتے ہیں اور لاڈ اٹھاتے ہیں لیکن مجھے کبھی برا نہیں لگا کیونکہ میں خود اس ننھے سے گڈے کو دنیا میں سب سے زیادہ چاہتی ہوں، دوسری بات میرے والدین نے مجھ سے بھی کبھی بیزاری نہ جتائی تھی لیکن نرینہ اولاد تو پھر نرینہ ہوتی ہے۔ والدین نے بہت سی امیدیں جوڑلی تھیں میرے چھوٹے سے بھائی سے۔

www.novelsclubb.com

میں گارمنٹ اسکول اور کالج میں پڑھی تھی، ٹیوشن ایک اضافی خرچ تھا۔نہ میں بہت اچھی طالب علم تھی اور نہ حالات اجازت دیتے تھے سوانٹر کے بعد تعلیم کو خیر آباد کہہ کے شام کو سلائی سینٹر جوائن کر لیا تاکہ گھر کے حالات کچھ بہتر ہوں اور منان کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کا خواب بھی پورا ہو سکے۔آج سلائی سینٹر کے مالک کی والدہ کی وفات کے سوگ میں چھٹی دے دی گئی تھی جبھی میں گھر میں موجود تھی اور روٹین سے ہٹنے کے سبب منے کو بھولے بیٹھی تھی۔امی منے کو ٹیوشن چھوڑ آتیں اور میں سلائی سینٹر سے لوٹتے ہوئے اسے گھر لے آتی تھی۔ابو صبح نو بجے سے رات نو بجے تک فیکٹری میں ہوتے ہیں۔رات نو بجے وہ گھر آکر کھانا کھاتے، چائے پیتے اور گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک سو جاتے۔ہمیں ابو کے ساتھ گزارنے کو بہت کم وقت ملتا ہے لیکن ہم مطمئن ہیں کیونکہ ابو وہ تھوڑا سا وقت بھی اپنی باتوں سے یادگار بنا دیا کرتے ہیں۔مجھے یاد نہیں پڑتا ابو نے کبھی میرے سامنے اونچی آواز میں بات بھی کی ہو۔وہ باہر کے مسئلے باہر رکھتے تھے یا کوئی بہت گمبھیر مسائلہ امی سے

www.novelsclubb.com

شیئر کر لیا کرتے تھے، میں نے شکوہ کیا کہ آپ مجھے اپنی پریشانی کیوں نہیں بتاتے؟ جس پر وہ کہنے لگے "میرے ابا سارے زمانے کی کھولن گھر آ کر بیوی بچوں پر انڈیلتے تھے، میں نہیں چاہتا جس ذہنی اذیت سے میں، میری اماں اور میرے بہن بھائی گزرے ہیں اس اذیت سے میرے بیوی بچے بھی گزریں۔" ابو کی یہ بات میرے دل میں ان کی عزت مزید بڑھا گئی۔

میری امی بالکل گھریلو عورت ہیں اور زیادہ پڑھی لکھی بھی نہیں ہیں۔ ابو نے کبھی امی کو اضافی کام کرنے نہیں دیا تھا کہ وہ گھر کی تمام ذمہ داریاں بھی نبھائیں اور جاب بھی کریں یہ انہیں اچھا نہیں لگے گا۔ میں نے بھی بہت ضد کر کے ابو کو اپنی جاب کیلئے راضی کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ارے یہ میں کہاں نکل گئی! میں تو منے کو ٹیوشن سے لینے جا رہی تھی نا؟ تو آٹھ سالہ منے میاں دو گلیاں چھوڑ کر ٹیوشن پڑھنے جاتے ہیں۔ منا ہمارے محلے کا واحد بچہ تھا جو اس گلی ٹیوشن پڑھنے جاتا تھا ورنہ محلے کے دیگر بچے تو اسکول کا رخ بھی کم ہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتے ہیں۔ یہ غریبوں کی بستی تھی جہاں بچوں کو تھوڑا بڑا ہوتے ساتھ ہی کام پر لگا دیا جاتا تھا۔ تعلیم بس اتنی کہ دو جمع دو چار کر سکیں۔ چند پڑھے لکھے لوگ بھی یہاں بسا کرتے تھے لیکن وہ حالات بہتر ہونے پر اس علاقے کو چھوڑ گئے تھے۔ ہمارا مسئلہ یہ تھا کہ ہمیں کم کرائے پر کوئی بہتر گھر کہیں اور نہیں ملتا تھا۔ ابو نے کوشش تو بہت کی تھی کہ اس علاقے سے نکلیں مگر قدرت کو منظور نہیں تھا۔ امی تو خیر اکلوتی تھیں لیکن ابو کے بہن بھائی اس پسماندہ علاقے کے رہائشی ہونے کی وجہ سے کبھی ہمارے گھر نہیں آئے تھے۔ عید سعید پر ہم خود ہی ان سے ملنے چلے جاتے تھے لیکن ان کا رویہ ایسا ہوتا جیسے ہم بھیک مانگنے آئے ہوں، یوں ہم نے بھی عرصہ دراز ہوئے ان سے ملنا ملانا ترک کر دیا۔

www.novelsclubb.com

ارے لو! میں پھر سے ٹریک سے اتر گئی۔ بس یہ زندگی کی تلخیاں ہیں، نا چاہتے ہوئے بھی نوک زباں پہ چلی آتی ہیں۔ بہر حال منا جہاں ٹیوشن پڑھنے جاتا ہے وہ بہت بہتر علاقہ ہے۔ ہمارے محلے کے بہت سے لوگ بچوں سمیت اس علاقے کے

گھروں میں ہی کام کرنے جاتے ہیں، منا واحد تھا جو کام کرنے نہیں بلکہ پڑھنے جاتا ہے۔

اس علاقے کے پڑھے لکھے باشعور رہائشی اپنا گند بلا کاٹھ کباڑ ہمارے علاقے میں پھینک کر ہمارے علاقے کو اور گندہ اور اپنے علاقے کو صاف ستھرا کر رکھنے کی ریت عرصے سے نبھاتے آرہے ہیں۔ جو بھی تھا، اس علاقے میں آنے کے بعد میں خود کو بہت معتبر محسوس کرتی تھی۔ ایک لمبی سی سانس بھر کر میں نے کہیں سے آتی گلاب اور موتیے کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری تھی۔ وہ تین منزلہ محل نما بنگلہ فینسی لائٹس سے سجا سحر انگیز لگ رہا تھا۔ اندر سے گانے بجانے کی ہنسی قہقہوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ شادی والا گھر تھا شاید اور انتظامات اتنے بہترین تھے کہ تیز بارش کے باوجود اندر جاری خوشی کے ماحول میں کوئی فرق نہ آیا تھا، یا شاید آیا ہو، مجھے کیا پتہ۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

میں سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔ ایک عام سی لڑکی کی طرح میں نے بھی اپنی زندگی کو لے کر نوعمری سے بہت سے خواب سجانے شروع کر دیے تھے لیکن قدرت کو یہاں بھی امتحان مقصود تھا۔ کہیں بات بنتی نہ تھی۔ اٹھائیس سال کی عمر میں بھی باپ کے گھر کی دہلیز پہ بیٹھی میں دنیا کیلئے ایک تماشہ سی بن چکی تھی۔ رنگ میرا امی کی طرح بہت گورا تھا لیکن حالات کی چکی میں پس کرامی کے رنگ روپ کی طرح ہی کمھلا کے رہ گیا ہے۔ آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقوں نے شہد رنگ غلافی آنکھوں کا جادو ماند کر دیا ہے۔ ناک تھوڑی چپٹی ہے اور دانت موتیوں جیسے ہیں مگر یہ موتی سائز میں تھوڑے بڑے ہیں جن کی وجہ سے ہمہ وقت مسکرانے کا تاثر میرے چہرے پہ نظر آتا ہے۔ گھسے پٹے لباس کے سبب 5 فٹ 7 انچ کا قد اور قابل رشک حد تک فٹ بدن بھی بے کشش لگتا ہے۔

یونہی سوچوں میں گھری تیز قدموں سے چلتی میں گرتی پڑتی علوی ہاؤس کے گیٹ تک پہنچی۔ پتہ چلا سارے بچے گھر جا چکے ہیں، اسی محلے کے تھے تو نہیں خاص مسئلہ

www.novelsclubb.com

نہیں ہوا ہوگا۔ایک میرا بھائی ہی میرے انتظار میں بیٹھا تھا۔میں نے چوکیدار سے کہہ کر اسے بلوایا۔جب وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں پکوڑا تھا۔میرے پوچھنے پر بتایا کہ گھر میں سب بنا کر کھا رہے تھے تو مجھے بھی دے دیے۔وہ بڑا خوش نظر آرہا تھا روایتی کھانوں سے ہٹ کر کچھ کھانے کے بعد۔میں اسکی خوشی میں خوش تھی لیکن ساتھ ہی اسے ہدایات بھی دیں کہ ایسے ہی کسی کے دینے پر کچھ لے کر نہیں کھالیتے۔اگرچہ علوی ہاؤس کے مکینوں سے میری اچھی سلام دعا تھی لیکن زمانہ ایسا ہے کہ کسی پر آنکھ بند کرکے اعتبار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

مناآرام سے چلو، گر جاؤ گے۔"قلانچیں بھرتے منان کو میں نے پکڑ کر اپنی چادر" کے سائے تلے کیا تاکہ وہ بھیگ نہ جائے۔اس کا ننھا سا بیگ بھی میرے کندھے پر لٹکا تھا۔

ہم اپنے محلے میں داخل ہوئے تو عین اسی وقت لائٹ بھی داغ مفارقت دے گئی۔ پل میں پورا علاقہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔یہاں کسی گھر میں جنریٹر وغیرہ نہیں تھا

سولائٹ آنے تک ہر طرف اندھیرا گھپ ہی رہنا تھا۔میں نے بٹنوں والے سستے سے فون کی روشنی آن کی اور منا کا بازو پکڑے احتیاط سے چلتی کیچڑ اور کچرے سے بچتی بچاتی اللہ اللہ کرتی گھر تک پہنچ گئی۔اسی موبائل کی روشنی میں کھانا وغیرہ کھانے کے بعد امی منے کو لے کر اپنے کمرے میں جا کر آرام کی غرض سے لیٹ گئیں جبکہ میں برامدے میں بیٹھی برستے گرجتے آسمان کو خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی۔میری آنکھوں میں شکوہ نہیں تھا لیکن سوال تھا کہ کب؟؟ کب میری قسمت کا ستارہ چمکے گا؟ میرے کوئی بہت بڑے خواب نہیں تھے،اپنی اوقات سے واقف تھی لیکن محبت کی خواہش تو ہر انسان کو ہوتی ہے۔میں بھی چاہتی تھی میرے نازک ہاتھوں کو کوئی اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لے۔کوئی ہو جو میری شہد رنگ آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر مسکرائے۔کوئی میرے ہونٹوں کی مسکراہٹ میں اپنی مسکراہٹ بھر دے۔اس سرد ہوتے موسم میں کوئی میرے ٹھنڈے پڑتے وجود کو اپنے پر حدت وجود کی آنچ سے گرما دے۔

www.novelsclubb.com

یکدم ہی بہت زور سے گرجتے بادلوں نے مجھے ان خیالات میں ڈوبنے سے بچایا تھا۔ میں سر جھٹک کر وہیں تخت پہ لیٹ گئی۔ بارش کی ہلکی بوچھاڑ برامدے میں بھی آ رہی تھی۔ میں نم تخت پہ لیٹی دوسرے خیالات کی دماغ میں جگہ بنانے کی کوشش کرنے لگی لیکن ذہن بھٹک بھٹک کر میرے دماغ کو انہی خیالات کی طرف دوڑا رہا تھا۔ جسم کی دوسری بھوک بھی پیٹ کی بھوک سے کم نہیں ستاتی،اور جب بھوک حد سے زیادہ بڑھ جائے تو دماغ تک چڑھ جاتی ہے۔ میں خود کو شیطانی خیالات میں ڈوبنے سے باز نہ رکھ پائی اور یونہی ایک غیر واضح سے عکس کو تصور کے پردے میں اپنا سب کچھ سونپ کر گہری نیند سو گئی۔

www.novelsclubb.com

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

اگلا دن قیامت کا دن تھا۔ کمرے اور صحن کی چھت رات کی بارش کے سبب ڈھے گئی تھی۔ منا اور میں جس پلنگ پر لیٹتے تھے وہ پلنگ گرنے والی دیوار سے محفوظ تھا

مگر امی اور ابو کے پلنگ اس دیوار کے ساتھ ہی لگے تھے۔امی موقعہ پر جاں بحق ہو گئیں جبکہ ابو نے اگلے دن اسپتال میں دم توڑا تھا۔

جب بھی شدید بارش ہوتی ہمارے محلے میں کسی نہ کسی گھر کا نقصان ہوتا ہی تھا۔ کبھی نہیں سوچا تھا ہم بھی ایسے کسی حادثے کا شکار ہو جائیں گے۔

ہمارے علاوہ دو اور گھر بھی تباہ ہوئے تھے اور دونوں ہمارے پڑوس کے تھے۔یوں لائن سے تین گھر تباہ ہو گئے تھے لیکن جانی نقصان صرف دو گھروں کا ہوا تھا جن میں ہمارا گھر بھی شامل تھا۔

میں ماؤف دماغ کے ساتھ بہت مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے تھے۔جنازے ابو کے بڑے بھائی کے گھر سے اٹھے تھے۔ہمارا گھر تو اس قابل نہ رہا تھا۔

تین دن سارے تایا پھپھو وغیرہ نے بہت دلار سے رکھا جس کے نتیجے میں میرا بھائی تھوڑا سنبھل گیا مگر میری ذہنی حالت ڈسٹرب ہی رہی کیونکہ مجھے آگے پیش آنے والے حالات کا ادراک تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوئم کے بعد تینوں پھپھوؤں نے تایاابو پر زور دیا کہ وہ ہمیں اپنے گھر میں رکھیں۔

وہ اپنے سسرال میں ہمیں نہیں رکھ سکتیں۔

تائی امی چھوٹی پھپھو پر چنگھاڑیں کہ تم تو میاں کے ساتھ اکیلی رہتی ہو پھر تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ جس کے جواب میں پھپھو نے چور نظروں سے میری طرف دیکھ کر اپنے میاں کی رنگین مزاجی کا احساس دلایا یوں سب کے منہ بند ہو گئے۔اب ناچار تایاابو کو ہمیں اپنے گھر رکھنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔جو نہی ہماری حیثیت اس گھر میں مہمان سے مستقل مکین کی بنی تائی امی نے دست شفقت اٹھا کر دھوکر اجڑ کے مجھے رات کے کھانے کی ذمہ داری سونپ دی، پھر رات کے کھانے کے دوران مجھے میرے حصے کی تمام ذمہ داریاں سمجھادیں کہ صبح کا ناشتہ اور رات کے کھانے کی ذمہ داری میری ہے،اس کے علاوہ گھر کی صفائی اور کپڑوں کی دھلائی بھی میں ہی کروں گی۔یوں تائی امی پورے دن میں صرف دوپہر کے کھانے کی تیاری کرینگی۔دوپہر کے کھانے کیلئے گھر میں ان کے چھوٹے بیٹے اور علاوہ میں اور منا

www.novelsclubb.com

اضافی تھے۔یوں دوپہر کے کھانے میں محنت بھی کم لگتی تھی جبکہ ناشتے اور ڈنر کے وقت ان کے دونوں بڑے بیٹے اور شوہر بھی گھر میں موجود ہوتے اور سبھی کافی خوش خوراک تھے۔ تین پراٹھے تو تایاابو اکیلے ہی کھا لیتے تھے۔

صفائی دھلائی کے کام ابھی تک ملازمہ کر رہی تھی مگر شاید میری وجہ سے ملازمہ کو چھٹی دے دی گئی تھی۔یہ سب تو ہونا ہی تھا مگر اتنی جلدی؟آج میرے والدین کو مرے چوتھا دن تھا اور دنیا ابھی سے ہمارے وجود کو بوجھ سمجھتی اکتا رہی تھی۔مجھے خود سے زیادہ منان کی فکر تھی۔ہم نے اسے بڑے لاڈ میں رکھا تھا۔وہ زمانے کی سختیاں کیسے سہے گا؟ پتہ نہیں تایاابو اسے اسکول میں داخل کروائیں گے یا نہیں۔ پرانا اسکول تایاابو کے گھر سے بہت دور تھا،وہاں سے ناطہ ختم ہی سمجھو۔

یہاں میں تایاابو کی فیملی سے ملواتی چلوں۔تایاابو بینک مینیجر ہیں۔ان کی بیوی شمسہ تائی ہاؤس وائف ہیں۔تایاابو کے چار بیٹے ہیں۔سب سے بڑے فرحان بھائی شادی کر کے اپنے بیوی بچوں سمیت دوبئی جابسے ہیں۔فرحان بھائی کے بعد شاہان بھائی

ہیں جو کالج لیکچرر ہیں۔ان کا نکاح ان کی ننھیالی کزن نزہت سے ہو چکا ہے اور اس سال رخصتی متوقع ہے۔شاہان بھائی سے چھوٹے ہیں عفان بھائی۔عفان بھائی پولیس میں بھرتی ہیں جبکہ عفان بھائی سے چھوٹا برہان ہے جو کالج کے فرسٹ ایئر میں ہے۔

یعنی گھر خوب بڑا تھا۔دولت کی ریل پیل تھی مگر دل چھوٹے تھے شاید۔ تبھی تو پلٹ کر کسی نے میرے ابو کا حال جاننے کی کوشش نہیں کی۔

میں غمزدہ سی رات کے کھانے کے برتن دھو رہی تھی۔چولہے پر چائے چڑھی تھی جس کی سوندھی خوشبو پورے کچن میں بکھری تھی۔

www.novelsclubb.com

جب تک برتن دھلے، چائے بھی بن گئی۔یہاں چینی سب الگ سے اپنی مرضی کے حساب سے ڈالتے ہیں سو میں نے تائی امی کی ہدایت کے مطابق چینی الگ سے ٹرے میں رکھی اور ٹیوی لاؤنج کی طرف چل پڑی جہاں سب بیٹھے حالات حاضرہ پہ تبصرہ کر رہے تھے۔میں نے ٹرے ٹیبل پہ رکھی اور ہمت کر کے تایا ابو سے منان کی

پڑھائی کی بات کرلی۔تایا ابو نے سوالیہ نظروں سے تائی کو دیکھا تو میں نے بھی تائی کی جانب نظریں اٹھائیں۔وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں میاں کو مجھے ٹالنے کو کہہ رہی تھیں۔اس سے پہلے کہ تایا ابو بیوی کی آنکھوں کی زبان بولنے کا تکلف کرتے میں خود ہی بول اٹھی۔بات منے کے فیوچر کی تھی،میں نے ہمت کر کے کہہ دیا کہ میں کہیں جاب کر کے منان کی فیس وغیرہ ادا کردوں گی۔میری اس بات پر خاموش بیٹھے بیٹھے عفان بھائی نے اپنا چائے کا کپ ٹیبل پر پٹخا تھا۔شاید ان کی غیرت پر تازیانہ اٹھا تھا کہ تین کمانے والے مردوں کے باوجود ان کے گھر سے کوئی عورت جاب کرنے جائے وہ بھی چھوٹی سی ضرورت پوری کرنے کیلیئے۔انہوں نے منان کی ذمہ داری اٹھانے کا فیصلہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ صبح منان کو وقت سے تیار رکھوں۔وہ اپنے ساتھ لے کر جائینگے اور آئینگے۔مجھے اس وقت عفان بھائی فرشتہ لگے۔میں دل میں صد شکر بجالائی کہ میں نے بھائی کیلیئے اسٹینڈ لینے کی کوشش کی اور اللہ نے یوں مدد کردی۔

www.novelsclubb.com

میں تائی امی کی قہر بار نظریں نظرانداز کرتی کمرے سے نکل گئی۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

اگلے دن عفان بھائی وعدے کے مطابق منان کو ساتھ لے گئے اور اس بات کا غصہ تائی امی نے مجھے بے وجہ باتیں سنا کر نکالا۔ میں کان بند کیے سنتی رہی کیونکہ جانتی تھی یہ لعن طعن میری زندگی کا حصہ بننے والی ہے۔ جتنی جلدی اس حقیقت کو قبول کروں گی اتنا بہتر ہے۔ خیر تائی امی دوپہر کا کھانا بنانے میں مصروف ہوئیں تو میں ان کی ہدایت پر گندے کپڑے اٹھا کر چھت پر دھونے لے آئی۔ آج اچھی دھوپ نکلی تھی سو مجھے کپڑے دھوتے ہوئے زیادہ ٹھنڈ نہیں لگ رہی تھی۔ ایسے بھاری بھاری مردانہ کپڑے میں نے پہلے کبھی نہیں دھوئے تھے۔ کہاں ابو کے سادہ شلوار قمیض اور کہاں یہ جینز کی پینٹیں۔ ہاتھ بازو تک دکھ گئے تھے میرے۔ کپڑے تار پہ ڈال کر میں کچھ دیر دھوپ سینکنے بان کی کرسی پہ ٹک گئی اور اطراف کا جائزہ لینے لگی۔

دور و نزدیک تک ایک سے بڑھ کے ایک عالیشان گھر نظر آ رہا تھا۔ دو دن تک

بارش میں بھیگنے والے دھلے دھلائے ہرے بھرے درخت بھی سر اٹھائے منظر کا حسن دوبالا کر رہے تھے جب یکدم ہی کسی نے میرے کندھے کو پکڑ کے ہلکے سے ہلایا۔ میں چونک کر کرسی سی اٹھی مگر یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ پیچھے کوئی بھی نہ تھا۔ سیڑھیوں کے نزدیک تھی، کوئی اوپر آتا تو مجھے لازمی نظر آتا پھر یہ کس نے مجھے ہلایا تھا یا شاید یہ میرا وہم ہو۔ میں سر جھٹک کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ یونہی بیٹھے بیٹھے مجھے اونگھ آگئی۔ مجھے کچھ سر گوشیاں سی سنائی دیں۔ مجھے لگا برہان کالج سے لوٹ آیا ہے۔ یہ خیال آتے ہی مجھے احساس ہوا میں کپڑے دھونے کے دوران بھیگ چکی ہوں اور دوپٹا بھی تار پہ ٹنگا ہے، یہ خیال آتے ہی میں جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ لیکن ایک بار پھر مجھے حیرت ہوئی۔ چھت پہ میرے علاوہ کوئی نہیں تھا اور سر گوشیاں بھی یکدم تھم چکی تھیں۔ میرا دل دھڑک سا گیا۔ جلدی سے تار سے دوپٹا اتار کر پہنا اور نیچے چلی آئی۔ نیچے آکر پتہ چلا برہان کالج سے لوٹ چکا ہے اور کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا ہے جبکہ عفان بھائی منان کو بھی چھوڑ گئے تھے۔

منان کے ساتھ اسکا اسکول کا تمام سامان تھا۔ نیا بیگ، کتابیں کاپیاں جوتے یونیفارم، ہر چیز اعلی تھی۔ یقیناً عفان بھائی نے منان کا ایڈمشن کسی بہترین اسکول میں کروایا تھا۔ منان کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور زبان تھی کہ عفان بھائی کی تعریف کرنے سے رک ہی نہیں رہی تھی۔ حال یہ تھا کہ کھانے کا نوالہ چباتے ہوئے وہ یکدم ٹھہرتا اور عفان بھائی کی تعریف کر کے پھر نوالہ نگلتا۔ عفان بھائی نجانے اسے کونسی دنیا کی سیر کرا لائے تھے۔ اسکول کے سامان کے علاوہ بھی منان کیلئے بہت کچھ تھا۔ کھلونے اور اچھے کپڑے، مختلف اقسام کے اسنیکس وغیرہ۔

منان اپنے کھلونوں میں گم ہوا تو میں باقی سامان کا جائزہ لینے لگی، اچانک مجھ پہ انکشاف ہوا کہ شاپنگ صرف منے کیلئے نہیں کی گئی تھی میرے لیے بھی بہت کچھ تھا۔ تین چار اعلیٰ قسم کے سلے سلائے سوٹ، نئے سلیپرز، جیسے تائی امی گھر میں پہنتی ہیں، اعلیٰ کوالٹی کے۔ باڈی اسپرے اور بہت سا میک اپ کا سامان۔ میں سوچ کے رہ گئی کہ میک اپ کرنا اپنے نصیب میں کہاں؟ بقول شاعر "نئے کپڑے پہن

کر جاؤں کہاں اور بال بناؤں کس کیلیئے؟" چلو کپڑوں تک تو ٹھیک تھا لیکن میک اپ کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا۔ میں نے میک اپ کا سامان بیکار سامان کی طرح ڈریسنگ ٹیبل کی نچلی دراز میں ڈالا اور منے کو زبردستی کھلونوں کے پہاڑ سے نکال کر کتابوں کی جانب راغب کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس سب میں میں چھت پر ہونے والے واقعے کو یکسر فراموش کر گئی۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

اگلے دن میں نے نہا کر عفان بھائی کا لایا ایک جوڑا پہن لیا۔ اتنے کھلے کھلے رنگ والا قیمتی لباس میں نے پہلی بار پہنا تھا اور اس لباس میں میرا دراز قد اور چھریرا بدن سہی معنوں میں جلوے بکھیر رہا تھا۔ گیلے بال پشت پہ پھیلائے میں خود کی ہی محبت میں مبتلا ہونے لگی۔ تائی امی کی پکار سے میرا سحر ٹوٹا تھا۔ میں جھینپتی ہوئی ریشمی دوپٹا شانوں پر پھیلا کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ منان کو کل سے اسکول جانا تھا سو آج

مجھے کچھ فراغت تھی۔میں کچن میں ناشتے کی تیاری کرنے لگی جبکہ تائی امی سب کو جگانے کے فرائض سرانجام دینے لگیں۔

میں بھاگم بھاگ ناشتے کے لوازمات ڈائننگ ٹیبل پر سجانے لگی۔اس بھاگ دوڑ میں میرا دھیان گھر والوں کی پھیلتی آنکھوں کی طرف نہیں گیا تھا۔وہ توتائی امی نے کرخت آواز میں پکارا تو میں ٹھہر کر سوالیہ نظروں سے انہیں تکنے لگی اور توجہ دینے پر مجھ پہ کھلا کے صرف تائی امی نہیں بلکہ سبھی مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔مجھے الجھن ہونے لگی۔

کیاہوا تائی امی؟"میری آواز حلق میں اٹک سی رہی تھی۔"

یہ کپڑے کہاں سے آئے ہیں؟"تائی امی نے پوچھا مجھ سے تھا لیکن کینہ توز" نظروں سے دیکھ وہ عفان بھائی کو رہی تھیں۔انہیں شاید معلوم نہیں تھا عفان بھائی میرے لیے بھی کچھ لے کر آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

میں دو پل چپ رہی کہ عفان بھائی خود ہی بات کر لیں گے لیکن وہ چپ چاپ اجنبی بنے ناشتے میں مگن رہے تب میں نے تائی امی کو بتادیا کہ عفان بھائی نے لا کر دیے ہیں۔ میرے اس جواب پر سب کی نظریں عفان بھائی کی طرف اٹھ گئیں۔ میں نے نوٹ کیا برہان اور شاہان بھائی کی نظریں چھیڑتی ہوئی تھیں۔ کیا وہ میری ذات کو لے کر عفان بھائی کو چھیڑ رہے تھے؟ یکدم ہی مجھے ڈھیروں شرم نے آگھیرا تھا۔ پیشانی عرق آلود ہو گئی تھی۔ میں اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھی۔ اٹھائیس سالہ زندگی میں شاید پہلی بار میری ذات یوں شوخ شرارت کا باعث بنی تھی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہاں تو؟ اس کے کپڑے کتنے بوسیدہ ہیں۔ کوئی آنے جانے والا دیکھے گا تو کیا سوچے " گا اس کے بارے میں بھی اور ہمارے بارے میں بھی۔ اسجد ہنی مون سے لوٹ آیا ہے (اسجد شاید ان کا کوئی دوست تھا) میں نے اپنی گھر اسکی اور اسکی بیوی کی دعوت رکھی ہے۔ کل ڈنر پر آئینگے وہ۔ "(رائٹر صالحہ قادر) ان کے برہم انداز میں

وضاحت دینے پر برہان اور شاہان بھائی کے دانت اندر چلے گئے۔تایا ابو اور تائی امی بھی پر سکون نظر آنے لگیں لیکن میرے اندر جیسے کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔عفان بھائی کا لہجہ میری ذات کو لے کر اتنا توہین آمیز تھا کہ میرے دل میں کل سے ان کی عظمت کا جو مینار بنا جا رہا تھا وہ دھڑ دھوس ہو گیا۔

میں چپ چاپ پلٹ کر کچن کی طرف چلی گئی لیکن دل میرا سارا دن بھاری رہا۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

رات کو کچن سمیٹ کر میں لائٹ آف کر کے نکلی تو عفان بھائی سے ٹاکرا ہو گیا۔ پولیس یونیفارم میں وہ بہت وجیہہ لگ رہے تھے۔میرا دل بے اختیار دھڑک اٹھا مگر ان کا رویہ یاد تھا جبھی ناراضی سے پلٹ کر جانے لگی لیکن انہوں نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔میرے بدن میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔عفان بھائی کا بھاری کھردرا ہاتھ میرے ملائم ہاتھ کے گرد بندھا ہوا سا تھا۔میری ساری جان جیسے سمٹ کر میرے اس ہاتھ میں سما گئی تھی۔میں نے ہمت کر کے اپنا ہاتھ چھڑانے کیلئے

www.novelsclubb.com

مزاحمت کی تو انہوں نے نرمی سے چھوڑ دیا۔ حلق میں اٹکا میرا دل بہت بہت مشکل سے اپنے مقام پر آیا تھا۔ہاتھ کو میں نے کل متاع کی طرح دوپٹے میں چھپا لیا تھا۔ اپنے چہرے پر میں ان کی نظریں گڑی محسوس کر سکتی تھی۔مجھے عجیب لگ رہا تھا۔ نہ برا لگ رہا تھا نہ اچھا لگ رہا تھا۔میں متضاد کیفیات کی شکار ہو رہی تھی۔میں نے پلٹ کر اپنے کمرے میں جانا چاہا تو انہوں نے چائے کی فرمائش کر دی،ناچار مجھے دوبارہ کچن میں گھسنا پڑا۔میں چائے بناتے ہوئے مستقل بوکھلائی ہوئی تھی کیونکہ وہ بھی پیچھے کچن میں چلے آئے تھے اور سلیب سے پشت ٹکائے سیگریٹ سلگائے پینے میں مگن تھے۔مجھے سیگریٹ کی بدبو بہت بری لگتی تھی لیکن میں کچھ کہنے کی جسارت کہاں کر سکتی تھی۔

جیسے تیسے چائے بنا کر میں نے کپ ان کے سامنے رکھا اور خود کیتلی دھو کر باہر نکلنے لگی جب انہوں نے پکار لیا۔میرا دل چاہا میں پکار ان سنی کر کے بھاگ جاؤں مگر یہ

www.novelsclubb.com

بھی میرے اختیار میں نہ تھا۔وہ میرے بھائی کی ساری ذمہ داری اٹھا رہے تھے میں انہیں خفا بھی نہیں کر سکتی تھی۔

آئی ایم سوری منشاء۔"ان کی گمبھیر آواز میں کی گئی معذرت نے میری ہتھیلیاں بھگو دیں۔

مجھے پتہ ہے تمہیں صبح میرا لہجہ بالکل اچھا نہیں لگا تھا لیکن تم ماما کے رویئے سے" واقف تو ہو۔اگر میں انہیں سمجھاتا یہ ہمارا فرض ہے کہ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھیں تو وہ ہنگامہ کھڑا کر دیتیں اور میں صبح صبح کوئی ہنگامہ نہیں چاہتا تھا۔مجھے احساس ہے تمہارا اور میں تمہارا ہر طرح سے خیال رکھنے کی کوشش کروں گا مگر معذرت کے ساتھ میں ماما کی خفگی موڑ نہیں لے سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہارے لیے کچھ بھی کروں گا تو لوگ اسے الگ ہی رنگ دینگے، میں نہیں چاہتا تمہاری ذات پہ کوئی حرف آئے۔مجھے دنیا کے سامنے تم سے لیا دیا رہنا ہو گا۔ تم سمجھ رہی ہو ناں میری باتیں منشاء؟"انہوں نے جتنی نرمی سے مجھے سمجھایا تھا

اتنی ہی نرمی سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کے ہلکا سا دباؤ بھی بڑھایا تھا۔ میں نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ دزدیدہ نظروں سے ان کے ہاتھ کو دیکھا اور ہلکے سے سر اثبات میں ہلا دیا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مجھے ان کی آدھے سے زیادہ باتیں سمجھ ہی نہیں آئی تھیں۔ بس ان کا لہجہ تھا جو کانوں میں رس گھول رہا تھا۔ میں نے ان کی معذرت کو دل سے قبول کیا اور ان کا شکریہ ادا کر کے جانے لگی جب انہوں نے مجھ سے میرا نمبر مانگ لیا۔ میری حیران نظروں پر وضاحت دی کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیا کرو، یا منان کے معاملے میں کوئی بات کرنی ہو تو فون بہتر ذریعہ ہے۔ یوں تائی امی کے قہر کا سامنا کرنے کے چانس کم ہونگے۔ میں نے انکی بات سے اتفاق کیا اور نمبر انہیں دے دیا۔

www.novelsclubb.com

ویسے یہ رنگ تم پہ بہت جچ رہا ہے منشاء" کچن سے نکلتے ہوئے میں نے ان کی آواز" سنی لیکن اس بار نہ میں رکی اور نہ پلٹی بلکہ سیدھی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ بستر پہ لیٹے دس منٹ نہ گزرے ہونگے کہ فون جگمگانے لگا۔ توقع اور شاید خواہش

کے مطابق وہ عفان بھائی کا میسج ہی تھا۔انہوں نے اپنا نمبر محفوظ کرنے کو کہا تھا گڈ نائٹ کے مختصر میسج کے ساتھ۔ مسکراہٹ میرے لبوں سے چپک کے رہ گئی تھی۔ ساری رات ایک بے نام سی سرخوشی کی حالت میں گزری تھی۔

صبح منان کو اسکول لے جاتے ہوئے ان کا رویہ معمول کے مطابق ہی تھا لیکن مجھ سے میرے چہرے کے رنگ چھپانے ذرا مشکل ہو رہے تھے۔ بہر حال آج رات عفان بھائی کے دوست کی دعوت تھی سو اس لحاظ سے کام بھی زیادہ تھا۔ہم نے ہمیشہ معمول کے چند کھانے بنائے تھے۔تائی امی کے بنائے مینیو میں مجھے صرف چکن بریانی اور مٹن قورمہ سمجھ آیا تھا۔میں نے اپنی پریشانی تائی امی کو بتائی تو تائی امی کا پارہ ہائی ہو گیا۔ وہ مجھے کوسنے دینے لگیں اور اجڈ جاہل کہنے لگیں۔ میں کونے میں کھڑی ٹپ ٹپ آنسو بہاتی رہی۔ شاید تائی امی یہ سوچ بیٹھی تھیں کہ میں سب کچھ بنالوں گی اور میں بنا بھی لیتی اگر میں نے زندگی میں کبھی ان پکوانوں کو چکھا بھی ہوتا تو۔ سو میں بطور ہیلپر ان کے ساتھ رہی۔ کچھ کاٹنا پیٹنا دھونا یا گھنٹہ کھڑے ہو کر

بھوننا ہوتا تو میں کرتی تھی۔ بریانی بھی میں نے بنائی تھی اور قورمہ بھی۔ باقی رائتہ اور سادہ سالاد الگ۔ مجھے آج پتہ چلا تھا سالاد اور رائیتے کی بھی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ میں ہر چیز کو حیرت اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ مجھے ان چیزوں کو کھانے سے زیادہ دیکھنا مزہ دے رہا تھا۔ میں نے ایک بات تسلیم کر لی تائی امی ماہر کُک تھیں۔ روٹیاں باہر سے منگوائی گئی تھیں کیونکہ وقت ختم ہو چکا تھا۔ مہمان آنے والے تھے اور ہمیں اپنی حالت بھی بہتر بنانی تھی۔

میں کمرے میں آئی اور یونہی سرسری سی نظر موبائل پہ ڈالی تو یہ دیکھ کر دل رک سا گیا کہ وہاں عفان بھائی کا پیغام جگمگا رہا تھا۔ انہوں نے مجھے اپنا لا یا گلابی سوٹ پہننے کیلئے کہا تھا۔

جی نہیں مجھے سبز سوٹ زیادہ پسند آیا ہے اور میں تو وہی پہنوں گی۔" نجانے کس" ترنگ میں میں نے ان سے جرح کرنے کی کوشش کی تھی، یہ الگ بات ہے میسج بھیجنے کے بعد میری حالت پتلی ہو گئی تھی۔ شاید وہ مجھے چپکو سمجھنے لگیں۔ کہیں

www.novelsclubb.com

ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ مختلف خدشات میرے دل میں گھر کرنے لگے۔ ٹھیک دس منٹ بعد ان کا جواب موصول ہوا جو میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اوپن کیا تھا۔

"تم پہ ہر رنگ اچھا لگتا ہے منشاء۔ جو تمہیں خوشی دے وہ رنگ پہننا، خوشی کا رنگ سب سے خوبصورت ہوتا ہے۔"

اتنا پیارا سا جواب دیا تھا انہوں نے۔ اب مجھ پہ واجب تھا ان کے رنگ میں رنگتی۔۔۔ میرا مطلب ہے پنک والا ڈریس پہنتی۔ الماری سے وہ لانگ فراک نکال کر میں کتنی ہی دیر تک اسے تکتی رہی پھر وقت کا احساس ہونے پر ماتھا پیٹتی باتھ روم میں گھس گئی۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

دعوت بخوبی نمٹ گئی۔ میں منتظر رہی عفان میری طرف ایک توصیفی نظر ڈال دیں لیکن انہوں نے خوب ہی خود پر خول چڑھا رکھا تھا مگر مجھے برا نہیں لگ رہا تھا۔ میں

جانتی تھی ابھی نہ سہی بعد میں وہ میری تعریف ضرور کرینگے اور ہوا بھی یہی۔ رات کو ساڑھے بارہ بجے ان کا میسج آیا تھا۔ میں اٹھ کر بالکونی میں چلی آئی اور راکنگ چیئر پر بیٹھ گئی۔ ٹھنڈی ہوا تن سے ٹکراتی من گدگدا رہی تھی۔

باتوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ جو شروع ہوا تو تھم کے نہ دیا۔ ہر شب کال پر لمبی لمبی باتیں کرنا جیسے معمول کا حصہ بن چکا تھا۔ کبھی وہ کسی اہم کام کی وجہ سے کال نہ کر پاتے تو مجھ سے رات کٹتی نہ تھی۔ بے چین سی کروٹ پہ کروٹ لیتی رہتی۔ یونہی وقت گزرتا جا رہا تھا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بھائی کا لاحقہ لگانے سے ٹوک دیا تھا۔ ہماری عمروں میں یوں بھی دو ہی سال کا فرق تھا اور مجھے بھی عجیب لگتا تھا۔ یوں لگتا تھا بھائی لفظ کی توہین ہو رہی ہے سو وہ میرے لیے فقط عفان بن گئے اور میں ان کے لیے مشی بن چکی تھی۔ ہماری باتوں میں محبت کے سبھی رنگ ہوتے تھے۔ کبھی روئی کے گالوں سے ہلکے تو کبھی تتلیوں کی طرح کھلکھلانے پر مجبور کر دیتے، کبھی بہت گہرے اور کبھی انگاروں کی طرح دہکا دینے والے۔ انہوں نے مجھے ایک

www.novelsclubb.com

اسمارٹ فون بھی دیا تھا جو میں نے سب دے چھپا رکھا تھا۔ فون سے زیادہ اب ہم ویڈیو کال پر بات کرتے تھے۔ نجانے ان کی باتوں میں کیا تھا کہ میں بے خود سی ہو جاتی تھی اور حیا کے تمام پردے گرا دیتی تھی۔

مجھے ان سے روٹھنے کا بہت شوق تھا کیونکہ ان کا منانے کا فن بہت دل آویز تھا۔ کبھی وہ شاعری کرتے کبھی کوئی گیت گنگناتے اور ان کی بھاری آواز میرے دل میں اترتی جاتی۔ مجھے لگ رہا تھا میں دن بہ دن خوبصورت ہوتی جا رہی ہوں۔ ایک دن تائی امی نے بھی کہہ دیا کیا لگا رہی ہو جو چمکتی رہتی ہو۔ ظاہر ہے میں گھبرا گئی تھی مگر خوشی کے یہ دھنک رنگ اب چھپائے نہیں چھپتے تھے۔

www.novelsclubb.com

وقت یونہی گزرتا جا رہا تھا جب گھر میں شاہان بھائی کی رخصتی کا شور اٹھ گیا۔ میرے کندھوں پہ بہت سی ذمہ داریاں ڈال دی گئی تھیں جو میں بخوشی نبھا رہی تھی۔ ایک شب تائی امی اپنی بہو پلس بھانجی سے ملنے گئیں تو رات وہیں ٹھہر گئیں۔ گھر میں صرف مرد حضرات تھے جو معمول کے مطابق بارہ بجے تک اپنے اپنے کمروں میں

چلے گئے تھے۔ میں بھی منان کو سلانے کے بعد عفان کی کال کا انتظار کر رہی تھی لیکن کال تو نہیں آئی لیکن کمرے کے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہو گئی جس نے مجھے حیران کر دیا۔ پہلی بار رات کے اس پہر میرے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی حیران تو ہونا تھا۔ بہر حال میں نے اسمارٹ فون اس کی جگہ پر چھپایا اور سنبھل کر دروازہ کھول دیا لیکن سامنے عفان کو دیکھ کر میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا جسے انہوں نے اپنی انگلی میری ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر بند کر دیا۔

"آپ یہاں عفان اس وقت کوئی دیکھے گا تو اف خدایا کیا ہو جائیں یہاں سے۔""

بوکھلاہٹ میں میرے منہ سے بے ربط جملے نکلے لیکن وہ دھیرے سے ہنس دیے۔

"سب اپنے کمروں سے اب صبح ہی باہر نکلیں گے اور جن سے خطرہ رہتا ہے آج وہ بھی گھر میں نہیں ہیں سو پر سکون ہو جاؤ میری جان۔"

"تو آپ کیا چاہتے ہیں؟" میری گھبراہٹ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔"

"میرے ساتھ آؤ۔"

مگر منا سورہا ہے۔" میں نیم رضامندی سے بولی۔"

ہاں تو سورہا ہے نا، اسے کیا پتہ تم پاس ہو یا نہیں۔" وہ اپنی کرنے کی ٹھان چکے تھے۔ میرا ہاتھ تھاما اور مجھے اپنے ساتھ چھت پہ لے آئے۔ میں رات کے اس پہر چھت پہ پہلی بار آئی تھی۔ تاحد نگاہ ستاروں سے بھرا آسمان بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ چودھویں کے چاند کی دودھیا روشنی سے پوری چھت منور تھی۔

تمہارے آنے کے بعد زندگی مکمل لگنے لگی ہے مشی۔" اچانک عفان نے مجھے" سینے میں بھینچ کر جذبے لٹاتی آواز میں کہا تو میرا سانس رک سا گیا۔ پیار بھری باتوں میں حد سے گزرنا اور تھا اور درحقیقت ان کے کشادہ سینے پہ سر رکھ کے ان کی دھڑکنیں سننا کچھ اور تھا۔ میرا حلق خشک ہو رہا تھا۔ میں نے کانپتے ہاتھوں سے انہیں پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی بڑھتی جسارتیں مجھے کمزور کر رہی تھیں۔ میں نے بہت ہمت کر کے حلق سے آواز برامد کی اور انہیں باز رکھنا چاہا لیکن انہوں نے میری آواز کا گلہ بڑی نرمی سے گھونٹ دیا اور یہاں میری رہی سہی

مزاحمت بھی دم توڑ گئی۔ میرے اندر مجھے کوئی ٹوک رہا تھا مگر میرا وجود اب میرے اختیار میں نہ رہا تھا۔

میں جہازی سائز تخت پہ چاندنی کی طرح بکھری جا رہی تھی اور وہ میرا بکھرتا وجود بہت پیار سے سمیٹے جا رہے تھے۔

میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں عفان۔ مجھے چھوڑیں گے تو نہیں نا؟ آپ پہ اس قدر اعتبار ہے کہ میں نے اپنا سب کچھ آپ کو سونپ دیا ہے۔" ان کے کشادہ سینے کے گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتے میں نے پوچھا تو اپنی آواز میں خمار مجھے خود بھی محسوس ہوا تھا۔

جب اعتبار ہے تو سوال کیسا جان عفان؟ تمہیں چھوڑنے کا خیال بھی مجھے آئے تو" خدا مجھے اگلا پل جینا نصیب نہ کرے۔" عفان کے پر شدت لہجے نے مجھے ایک گونا سکون دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

میں نے نیچے جانے کی بات کی تو انہوں نے کہا پہلے وہ خود دیکھ کر آئینگے۔ راستہ صاف ہو اتو مجھے بھی بلالیں گے۔

وہ نیچے گئے تو میں اپنا بکھرا بکھرا وجود سمیٹنے لگی۔ دو منٹ پانچ منٹ اور پندرہ منٹ گزر گئے لیکن وہ اوپر نہ آئے تو میں تشویش میں مبتلا خود ہی نیچے جانے کے خیال سے تخت سے اتر گئی اور دھیمی چال چلتی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی کہ مجھے سیڑھیوں پر نیم اندھیرے میں کوئی اوپر آتا نظر آیا۔ وہ عفان ہی تھے۔ میں پر سکون ہو گئی۔

اتنی دیر لگادی آپ نے۔ کہاں رہ گئے تھے؟ کوئی جاگ گیا ہے کیا؟" مجھے تشویش" لاحق ہوئی تھی۔

کچھ بول کیوں نہیں رہے؟ کچھ ہوا ہے کیا؟ کوئی نیچے تھا؟ کسی نے کچھ کہا؟ کیا کسی" کو کچھ پتہ چل گیا ہے؟" میری گھبراہٹ عروج پر تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کسی کو کچھ نہیں پتہ چلا ہے۔"عفان کی آواز اتنی دھیمی تھی۔میں بمشکل سن" سکی۔

اس طرح کیوں بول رہے ہیں؟"میں نے بھی آواز دھیمی کر لی تھی۔خدشہ تھا" شاید کوئی جاگ چکا ہو تبھی عفان اس طرح کر رہے ہیں۔

کوئی نہیں جاگے گا منشاء۔"عفان کی آواز پہلی بار میری سماعتوں میں چبھی تھی۔" میں الجھن بھری نظروں سے انہیں تکتی نیچے جانے لگی لیکن انہوں نے مجھے اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔میرا رنگ اڑ سا گیا۔

کیا ہو گیا ہے عفان۔نیچے جانے دیں مجھے۔حالات کی نزاکت کا احساس کریں۔ہم" ساری رات یہاں نہیں گزار سکتے۔"میری آواز جھنجھلاہٹ اور پریشانی سے کبھی پھٹ رہی تھی کبھی گھٹ رہی تھی۔

گزار سکتے ہیں۔"ایک بار پھر وہی چبھتی ہوئی آواز میں کہنے کے بعد انہوں نے" مجھے تخت پہ بٹھا دیا اور یک ٹک میرا چہرہ گھورنے لگے۔اب مجھے ان سے خوف آرہا

تھا۔ان کا رویہ ہو بھی تو اتنا عجیب رہا تھا۔ ٹھنڈ جیسے یکدم بہت بڑھ گئی تھی۔ میں دوپٹا اپنے گرد لپیٹنے لگی تو انہوں نے جھپٹ کر دوپٹا مجھ سے چھین لیا اور اپنے یخ بستہ ہاتھ سے میری گردن سہلانے لگے۔ اگرچہ کچھ دیر پہلے ہی ہم نے ہر حد پار کر ڈالی تھی پھر بھی اس وقت میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ میں نے ان کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹانا چاہا تو انہوں نے جھٹکے سے مجھے تخت پر دراز کر دیا اور پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا مگر اتنا احساس تھا کہ عفان اس قدر بے رحمی سے میرے وجود کو نہیں بھنبھوڑ سکتے۔ میں نیم بیہوشی میں روتی سسکتی رہ گئی لیکن چیخیں اندر کہیں دم توڑتی جا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

نجانے میں اپنے کمرے میں کس طرح پہنچی تھی۔ شاید عفان اٹھا کر لائے ہوں، مجھے تو یاد نہیں پڑتا تھا کہ میں خود چل کر کمرے میں آئی تھی۔ بہر حال تین دن بعد میرا بخار اترا تو میں نیم بے ہوشی سے مکمل ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔ سب سے

پہلا خیال مجھے یہی آیا تھا کہ کہیں کسی کو کچھ پتہ تو نہیں چل گیا مگر سب کا انداز نارمل ہی تھا۔میں نے طبیعت بحال ہونے کے بعد اپنی ذمہ داریاں جانفشانی سے نبھانی شروع کر دیں۔عفان سے میں بالکل بات نہیں کر رہی تھی۔میں ان کی جانور بن جانے پر خفا تھا لیکن پریشان کن بات یہ تھی کہ عفان بھی مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تھے۔نہ کوئی میسج نہ کوئی کال۔اب میرا دل ہولنے لگا تھا۔

میں نے انا مارنے میں پہل کی اور انہیں میسج بھیج دیا۔جواب ندارد۔

میں اس گھر میں ان سے براہ راست بات نہیں کر سکتی تھی اس بات کا وہ بھرپور فائدہ اٹھا رہے تھے۔پہلے وہ خاموشی سے میرا میسج سین کرتے،پھر سین کرنا بھی چھوڑ دیا اور ایک دن انہوں نے مجھے ہر طرف سے بلاک کر دیا۔میری تو جیسے دنیا اجڑ گئی تھی۔اتنا بڑا دھوکہ! مجھ پر چین حرام ہو گیا۔نہ کچھ کھا پاتی نہ پیا جاتا اور رت جگے تو جیسے زندگی کا حصہ بن گئے تھے۔میرا چہرہ جو ہر وقت خوشی کے رنگوں سے سجا رہتا تھا اب سج سنور کے بھی اجڑا اجڑا لگتا تھا۔شاہان بھائی کی شادی کے ہر فنکشن

www.novelsclubb.com

میں میں ایک زندہ لاش کی طرح شامل رہی۔میک اپ کرنے کا ارمان شادی کی تمام تقریبات میں پورا ہوا اور بہت سی تعریفی نظروں نے میرا پیچھا کیا لیکن جس کے پیچھے میری نظریں تھیں وہ ایک سرسری نظر بھی مجھ پہ ڈالنے کا روادار نہ تھا۔دن پہ دن گزرتے رہے، شادی کے ہنگامے سرد پڑ گئے، شاہان بھائی اپنی بیوی کو لے کر ہنی مون ٹور پہ نکل گئے اور تب مجھ پر ایک خوفناک انکشاف ہوا تھا۔میں ماں بننے والی تھی۔اگرچہ یہ پہلا مہینہ تھا لیکن میں محسوس کر سکتی تھی اپنے اندر پیدا ہوتی اس نامعلوم تبدیلی کو۔اور یہاں میری برداشت ختم ہو گئی۔میں کچھ سوچے سمجھے بغیر دیوانہ وار ان کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ دسمبر کی ایک سرد ترین رات تھی لیکن میں کسی سویٹر اور چادر کے بغیر پاگلوں کی طرح ان کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔بستر پہ لیٹتے لیٹے مجھے اچانک نجانے کیا ہوا تھا، مجھے لگا گر ابھی عفان نے مجھے کوئی حوصلہ افزا جواب نہ دیا تو درد کی شدت سے میرا سر پھٹ جائیگا۔میں نے دروازے پر رک کر دستک دینے کی بھی

www.novelsclubb.com

زحمت نہیں کی تھی اور خوش قسمتی سے دروازہ لاک بھی نہیں تھا۔میں اندر داخل ہوئی تو انہیں ازلی سکون کے ساتھ کافی سے لطف اندوز ہوتے دیکھ کر میرا دل چاہا سینا پیٹ کر ماتم شروع کر دوں مگر میں نے بروقت خود پر صبر کیا تھا۔دوسری طرف وہ مجھے دیکھ کر حیران نظر آرہے تھے پھر ان کے چہرے پر پریشانی جھلکی اور وہ اچھل کر بیڈ سے اتر کے میری طرف بھاگے آئے اور کمرے کا دروازہ باہر جھانک کر احتیاط سے بند کر لیا اور مجھے قہر بار نظروں سے گھورنے لگے۔بہت مشکل تھا میرے لیے ان کی نظروں میں اپنے لیے قہر برداشت کرنا۔

یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ پاگل ہو،اس وقت میرے کمرے میں آنے کی" "جرت کیسے کی تم نے؟

جب آپ اس وقت کمرے تک آسکتے ہیں تو میں کیوں نہیں؟"میری آواز پھٹ" رہی تھی۔بہت مشکل سے میں نے چبا چبا کر آواز کو معمول پہ رکھا تھا۔

بکواس بند کرو اور نکلو یہاں سے۔"میں نے دیکھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا مجھے تھپڑ رسید کر دیتے۔

آپ مجھے اس طرح رسوا ہونے کیلئے نہیں چھوڑ سکتے۔"یکدم مجھے اپنی کمزوریوں کا احساس ہوا تو میں نے غصہ ہضم کر کے گڑگڑانا شروع کر دیا۔

اگر رسوائی کا اتنا ہی ڈر تھا تو اس حد تک جاتی ہی نہیں میرے ساتھ۔اب یہ پارسائی کا ڈھونگ مت رچاؤ۔"انہوں نے مجھے بازو سے پکڑ کر کمرے سے باہر نکالنا چاہا لیکن میں ان کے پیروں میں گر گئی۔میں اس وقت اپنی زندگی کے سب سے برے وقت سے گزر رہی تھی۔

عفان سمجھنے کی کوشش کیجئے۔میں پریگنینٹ ہوں۔"مجھے امید تو نہیں تھی کہ ان پہ اس انکشاف کا کوئی اثر ہو گا لیکن میں نے ٹھٹھکتے دیکھا تھا۔مجھے ذرا امید ہوئی۔

کیا کہا تم نے؟"ان کی آواز جیسے کھائی سے آ رہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

میں پریگنینٹ ہوں۔" میں نے اس بار تھوڑے اعتماد سے جواب دیا تھا۔"

"کس کا گند ہے یہ؟"

ان کے کریہہ انداز میں سوال پوچھنے پر مجھ پہ انکشاف ہوا وہ میری سوچ سے زیادہ گھٹیا انسان ہیں۔

اللہ کی قسم میں نے آپ کے سوا خود کو کسی کو چھونے بھی نہیں دیا۔ یہ آپ ہی کا" "ہے۔ آپ کو یقین نہیں ہے تو کسی ڈاکٹر سے پتہ لگوالیں۔

میرے جواب نے جیسے ان کے اوسان خطا کر دیے تھے۔ وہ سر پکڑ کر صوفے پر گر سے گئے۔ میں وہیں دروازے کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی انہیں بھیگی نظروں سے تکتی رہی۔ شاید انہیں مجھ سے اس معقول جواب کی امید نہیں تھی۔ انہیں غلط فہمی تھی کہ میں جاہل گنوار تھی اور دنیا کے معاملات کی سمجھ نہیں رکھتی تھی، درحقیقت میں صرف غریب تھی اور شاید یہی میرا سب سے بڑا قصور بھی تھا۔

اتنی جلدی کیسے ہو سکتا ہے؟ آئی مین تمہیں کنفرم ہے یا غلط فہمی ہے۔ ڈاکٹر سے "
پتہ کروایا ہے کیا؟" ان کے چہرے پر خوف واضح تھا۔

میں بائیسویں صدی کی عورت ہوں عفان۔ مجھے معلوم ہے۔ اگر آپ کو یقین "
نہیں ہے تو لے جائیں مجھے کسی ڈاکٹر کے پاس۔" میری آواز آخر میں بھاری ہو گئی۔

اچھا سنو کل میں گھر میں کوئی بہانہ کر کے تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اگر تم "
واقعی پریگنینٹ ہوئیں تو ہم نکاح کر کے ہی گھر لوٹیں گے اور یہاں سب کو بتائیں
گے ہم نے نکاح کر لیا تھا۔ پھر کچھ عرصے بعد تمہاری پریگننسی خود ہی سب کے
سامنے آجائے گی، تم کسی کو بتانا مت اور اس حقیقت سے خود کو انجان ظاہر کرنا۔
ہم دونوں کی عزت بچنے کا بس ایک یہی راستہ ہے۔ سمجھ رہی ہو نا میری بات؟" ان
کا دماغ یکدم دوڑنے لگا۔ چہرے کا رنگ بھی معمول پر لوٹ آیا تھا اور اب وہ کافی
پرسکون نظر آرہے تھے۔ میرے پاس ان پر اعتبار کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہ
تھا۔ میں چپ چاپ واپس اپنے کمرے میں لوٹ آئی اور ساری رات آنکھوں میں

گزار دی۔ اگلے دن دو پہر کا وقت تھا۔ میں صفائی ستھرائی کر رہی تھی جب عفان گھر لوٹے تھے۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے مجھے تیاری پکڑنے کا اشارہ کیا اور خود تائی امی کو نجانے کونسی کہانیاں سنا کر رام کرنے لگے۔ پندرہ منٹ بعد میں ان کے ساتھ گاڑی میں موجود تھی۔ کتنا ارمان تھا مجھے ان کے ساتھ تنہا گاڑی میں سفر کرنے کا اور اب جب ارمان ہوا تھا تو ان حالات میں کہ نہ ان کے چہرے پر کوئی شوخی تھی نہ میرے چہرے پر کوئی خوشی۔ وہ روبوٹ کی طرح بے تاثر چہرہ بنائے ڈرائیو کر رہے تھے اور میں زندہ لاش کی طرح ان کے پہلو میں آتے جاتے مناظر تک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

میرے اندازے کے مطابق دو گھنٹے ہونے کو تھے مگر سفر تھا کہ ختم نہیں ہو رہا تھا۔ بیٹھے بیٹھے میری کمر دکھ گئی تھی مگر میں ان سے پوچھتی بھی تو کیا، لیکن بے چینی بڑھتی جا رہی تھی جب گاڑی جھٹکے سے رک گئی۔ میں نے باہر نظر ڈالی یہ علاقہ بالکل سنسان تھا۔ آبادی تو دور ہم دونوں کے سوا کوئی ذی روح دور دور تک نظر

نہیں آرہی تھی، میرے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانے لازم تھے۔ میں نے پلٹ کر عفان کی طرف دیکھا تو وہ اپنا پستول نکالے لوڈ کر رہے تھے۔ میری ٹانگوں سے جیسے مرنے سے پہلے ہی جان نکلنے لگی تھی۔ پیر الٹی طرف گھسیٹتی میں یکدم لڑکھڑا کر گر گئی۔ عفان کے چہرے پر بڑی زہریلی مسکراہٹ تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے میرے سر پر آپہنچے تھے۔

"یہ وہ جگہ ہے جہاں میں اپنے ناپسندیدہ مجرموں کو یا ناپسندیدہ مظلوموں کو ابدی نیند سلا دیتا ہوں۔ تمہارے ساتھ میں نے کچھ رعایت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن تمہیں عزت راس نہیں آئی۔ بہت شوق ہے میری بیوی بننے کا؟ میم صاب بننے کا؟ اپنی اوقات کے مطابق خواہشیں پالتے ہیں مائے ڈیئر مشی۔"

"عفان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے آپ کی دولت کی کبھی چاہ نہیں کی تھی۔ مجھے محبت صرف آپ سے تھی۔ اپنے بچے کا تو سوچیں۔" میں نے اپنا سر ان کے جوتوں پہ رکھ دیا اور گڑگڑانے لگی۔ موت کو آنکھوں کے سامنے اپنے

قریب آتے دیکھنا بہت جان لیوا تھا۔میری ٹانگوں میں اتنی جان نہ تھی کہ اٹھ کر بھاگ ہی سکتی۔بھاگ کر جاتی بھی کہاں۔یہاں کوئی مدد ممکن ہوتی تو عفان مجھے یہاں کیوں لاتے؟

چل دور ہٹ۔"انہوں نے بے رحمی سے مجھے بوٹ مار کر دور جھٹک دیا۔بے" اختیاری میں میرے بازو اپنے پیٹ کے گرد لپٹ گئے۔

اگر وہ بے قصور تھے تو میں بھی بے قصور تھی اور میں نے غلطی کی تھی تو وہ بھی غلط تھے پھر بھی وہ پریگنینسی کا تمام الزام مجھ پہ دھرتے مجھے لاتوں گھوسوں سے مارنے لگے۔میں نے سنا تھا عفان ایک تشدد پسند پولیس آفیسر تھے لیکن میں نے کبھی یقین نہیں کیا تھا مگر آج یقین آنا ہی تھا۔

یونہی پٹتے ہوئے میرا ہوش کی دنیا سے ناطہ ٹوٹ گیا۔مجھے یقین تھا اس کے بعد میں کبھی آنکھیں نہیں کھول پاؤں گی۔اب میری یہ آنکھ قبر میں ہی کھلے گی اگر قبر نصیب ہوئی تو۔۔۔۔۔

ایک آخری خیال جو میرے ذہن میں آیا تھا وہ یہ تھے کہ یہ آدمی میرے بھائی کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ کیا میرا بھائی میرے والدین کی خواہش کے مطابق بڑا افسر بن پائے گا؟ بس ایک حسرت سی دل میں ابھری تھی کہ ایک بار اپنے بھائی کو دیکھ لیتی مرنے سے پہلے۔ اس حسرت کو دل میں لیے میری آنکھ سے آخری آنسو گرا پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

ایک کراہ کے ساتھ میری آنکھ کھلی تھی۔ پہلے پہل تو دماغ پر جمود طاری رہا لیکن پھر رفتہ رفتہ گزرے وقت کی تمام اذیتیں مجھے یاد آنے لگیں۔ میں جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور دیوانہ وار نظروں سے اجنبی جگہ کا جائزہ لینے لگی۔ یہ کسی عمارت کا ہال تھا۔ ہال اتنا بڑا تھا کہ مجھے گمان گزرا کہ ایک طرف سے دوسری طرف جانے میں کم از کم پندرہ منٹ لگنے تھے۔ دیواریں سیلن زدہ تھیں اور کھڑکیاں سائز میں سات آٹھ فٹ تک اونچی تھیں اور ہال کے دونوں اطراف دیواروں پر قطار در قطار بنی تھیں

جہاں باہر سے دن کا ملگجا اجالا اندر آرہا تھا۔اس وقت دن کا سما تھا مگر دھوپ بالکل نہیں تھی اور کہرا اتنی زیادہ تھی کہ کوئی منظر واضح نہیں ہو رہا تھا۔

میرے اندازے کے مطابق ایک طرف دیوار پہ بنی دیو قامت کھڑکیوں کی تعداد 25 تک ہو گی یا اس سے کچھ زیادہ ہو سکتی تھی۔یوں میرے دونوں طرف پچاس کھڑکیاں تھیں،دن بھی تھا،پھر بھی کہر کے سبب اندھیرا سا تھا۔میں نے گردن اٹھائی تو ہال کی چھت اتنی اونچی تھی کہ میری گردن اٹھی کی اٹھی رہ گئی۔ چھت پر عین درمیان میں بہت بڑا جھومر تھا جس میں موم بتی کے ننھے ننھے زرد شعلے نظر آ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہال میں سامان بہت سا تھا لیکن پھر بھی اس جگہ پر کھنڈر کا گمان ہو رہا تھا اور دم جیسے گھٹ رہا تھا۔میں ہمت کر کے اٹھی اور آوازیں لگانے لگی لیکن کھنڈر نما محل میں میری آواز گونج کے رہ گئی۔میرا دل ہول رہا تھا۔میں نے اپنے وجود کو ٹٹولا تو میرے بدن پہ نہ کوئی زخم تھا نہ درد تھا۔عجیب بات تھی،حالانکہ عفان نے مجھے

جتنا پیٹا تھا مجھے تو مر جانا چاہیے تھا لیکن میں صحیح سلامت اپنے قدموں پہ کھڑی تھی۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ میں مر گئی ہوں ؟ ایک خیال ذہن میں آیا تو میرا دل ڈوب کر ابھرا۔ میں نے پھر سے آواز لگائی لیکن بے سود۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ کوئی پر اسراریت تھی اس جگہ جو مجھے سکون سے بیٹھ کر کچھ سوچنے نہیں دے رہی تھی۔ میرا دل کہہ رہا تھا یہاں سے نکل بھاگو اور میں نے دل کی زبان پر لبیک کہتے ہوئے جہازی سائز کے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ دروازے ایسی پوزیشن میں تھا کہ میرے اندازے کی مطابق وہی مین دروازہ تھا، اور میرا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔

لیکن باہر آ کر میری حالت اور بھی خراب ہونے لگی۔ ہر طرف کہر چھائی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ بہر حال میں نے خشک حلق تر کیا اور ٹٹول ٹٹول کر قدم بڑھانے لگی۔ نا فہم سی سرگوشیاں مجھے سنائی دے رہی تھیں۔ قدموں کی

www.novelsclubb.com

آوازیں۔گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں بھی تھیں اور مجھے خود پر بہت سی نظریں بھی گڑی محسوس ہو رہی تھیں لیکن بد قسمتی سے مجھے کسی ذی روح کی جھلک تک نظر نہیں آرہی تھی۔میرا خوف بڑھتا جارہا تھا۔دو قسم کے خیالات یقین میں بدلتے جارہے تھے۔یا تو میں خواب دیکھ رہی تھی یا مرنے کے بعد جہنم پہنچ چکی تھی مگر جہنم ایسی تو نہیں ہوتی۔وہاں تو آگ ہوتی ہے جو جھلسا دیتی ہے۔یہاں تو سردی تھی اور اتنی تھی کہ خود جم رہا تھا اور دانت بج رہے تھے۔

یہ کوئی خواب ہی ہے۔"میں نے بول کر خود کو یقین دلایا۔چلنے کا سلسلہ ترک نہ کیا۔"لیکن میں خواب کیسے دیکھ سکتی ہوں؟کیا میں زندہ ہوں؟عفان نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تھا؟لیکن کیوں؟"بے شمار سوال تھے جن کا جواب فی الحال میرے پاس نہیں تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک راستے دیکھے بغیر میں چلتی رہی کہ یکدم کسی درخت سے بری طرح ٹکرا گئی۔میں نے ہاتھ بڑھا کر ٹٹولا تو وہ واقعی درخت ہی تھا۔درخت کے تنے

سے لپٹ کر میں سانسیں بحال کرنے لگی جب بھیڑیے کی غراہٹ نے میرے اوسان خطا کر دیے۔ غراہٹ اتنی قریب سے آ رہی تھی جیسے بھیڑیا مجھ سے دو قدم کی دوری پر ہو۔ میں درخت سے دور ہٹی اور دیوانہ وار اطراف میں دیکھتی رہی لیکن بس کہر تھی اور کہر ہی تھی۔ بھیڑیے کی آوازیں اور کریہہ قہقہے مجھے بہت نزدیک سے سنائی دے رہے تھے مگر نظر کوئی نہیں آ رہا تھا۔ یکدم کسی نے میری پشت پر زور سے ہاتھ مارا۔ عجیب سا بھاری ہاتھ تھا اور ناخن اتنے لمبے تھے کہ پشت سے میرے قمیض پھٹ گئی تھی اور کھال بھی اکھڑ گئے تھی۔ میں ایک دلدوز چیخ کے ساتھ زمین پہ گر گئی مگر فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے وہاں سے بھاگنا چاہا لیکن میرے کھڑے ہوتے ساتھ ہی کسی نے سامنے سے میرے کندھے کو پیچھے کی طرف دھکا دیا۔ اس بار دھکا تھوڑا ہلکا تھا میں گری نہیں تھی مگر پوری جان سے ہل گئی تھی۔ میں گھٹی گھٹی آواز میں چیختی رہی کون ہے لیکن کوئی جواب نہیں ملتا تھا۔ بس اعصاب پہ عذاب بنتی آوازیں تھیں۔ پھر کہر تھوڑی چھٹنے لگی۔ میں نے کہر میں

بہت سے سیاہ ہیولے اپنی چاروں طرف کھڑے دیکھے تھے۔انہوں نے ایک طرح سے مجھے گھیر رکھا تھا۔کوئی وجود واضع نہ تھا۔مگر ان ہیولوں میں کوئی بھی سات فٹ سے کم نہ تھا۔عجیب و غریب قسم کے جانوروں کے ہیولے بھی شامل تھے مگر میں نے ایسی عجیب بناوٹ والے جانور کبھی نہیں دیکھے تھے۔نجانے ان کی اصل شکل کیسی تھی مگر ہیولے کی جو بناوٹ واضح تھی وہ بالکل اجنبی تھی میرے لیے۔ اس سے تو جب کچھ نظر نہیں آرہا تھا تو بہتر تھا۔یہ غیر واضح ہیولے تو میرا دل بند کرنے کے درپہ تھے۔میں خوف کے مارے بے ہوش ہونے کے قریب تھی جب یکدم سرگوشیاں قہقے اور غراہٹیں تھم سی گئیں۔ہیولے دھیرے دھیرے پیچھے ہونے لگے پھر دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے اور ایک تنہا ہیولا کہیں سے دھیرے دھیرے چلتا ہوا میرے نزدیک آنے لگا۔میں بت بنی اس وجود کو تکتی رہی جو جیسے جیسے قریب آرہا تھا واضح بھی ہوتا جارہا تھا۔وہ ایک چھ فٹ کا انتہائی حسین مرد تھا۔ اتنا حسین کے اس کی خوبصورتی نے مجھے دو پل کیلئے حالات وغیرہ بھلا دیے اور میں

www.novelsclubb.com

لب وا کیے اسے دیکھے چلی گئی جب اس شخص نے میری کلائی پکڑ لی۔ میرے پلک جھپکنے سے پہلے ہی منظر بدل چکا تھا اور اب میں دوبارہ اسی ہال میں تھی جہاں سے میں نکل کر بھاگی تھی۔ میں نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی اور پھٹی آنکھوں سے ہر طرف دیکھنے لگی، کچھ سمجھ نہ آیا تو سر پکڑ کے زمین پہ اکڑوں بیٹھتی چلی گئی۔

کون ہیں آپ؟" بہت دیر بعد میرے حلق سے گھٹی گھٹی آواز برامد ہوئی۔ دماغ کا" ایک حصہ ابھی بھی اس سب کو ایک خواب ماننے پر بضد تھا۔

میں نے پوچھا ہے آپ سے کچھ۔ کون ہیں آپ؟ یہ جگہ کونسی ہے اور مجھے یہاں" کون لایا ہے؟" اس شخص کے یک ٹک خاموشی سے تکنے پر میں اس بار جھنجھلا کر بولی تھی۔ آنسو روانی سے میرے گال بھگو رہے تھے۔

"تم میرے بچے کو جنم دینے والی ہو۔"

پراسرار سی چھبتی ہوئی آواز اور انکشاف نے مجھے چونکا دیا۔ میں آنکھیں پھاڑے اس شخص کو تکنے لگی۔ یہ آواز بالکل ویسی تھی جیسی اس شب چھت پر عفان کی تھی

جب وہ نیچے سے اوپر آئے تھے دوسری بار اور مجھے بے رحمی سے بھنبھوڑ رہے تھے۔ دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو بہت کچھ سمجھ کر بھی میں سمجھ نہ پائی اور خالی خالی نظروں سے اسے تکنے لگی۔

تمہارے گھر کی چھت پہ میں نے اکثر تمہیں دیکھا ہے منشاء۔ مجھے تم اچھی لگی" تھیں لیکن میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا مگر جب تم نے اس لڑکے کے ساتھ وہ لمحات گزارے تو میں اپنا غصہ ضبط نہ کر سکا اور اس لڑکے کے روپ میں تمہارے پاس آ کر اپنی خواہش اور غصہ تم پر اتار دیا۔ پھر مجھے معلوم ہوا تم میری اولاد کو جنم دینے والی ہو تو میں تمہارے ساتھ ساتھ رہنے لگا۔ میں سوچتا رہتا کہ کس طرح تمہیں اپنی حقیقت بتاؤں؟ کس روپ میں تمہارے سامنے آؤں؟ اسی دوران اس لڑکے نے تمہاری جان لینے کی کوشش کی تو میں تمہیں اپنی دنیا میں لے آیا۔ تمہیں یہاں لانا ضروری اس لیے تھا کہ تم میری اولاد کو جنم دینے والی ہو جو میری ہی طرح کی مخلوق ہو گی۔ میں محسوس کر سکتا ہوں اسے۔ وہ مجھ سے رابطے

www.novelsclubb.com

میں ہے۔اس کی پیدائش کے دوران تم میں ایسی تبدیلیاں آئیں گی جو انسانی عقل قبول نہیں کر پائے گی۔ تم انسان ویسے بھی ہمارے دشمن ہو۔ ممکن تھا کسی نہ کسی طرح وہ تمہارے اندر میری اولاد کو آسیب قرار دے کر ختم کر دیتے۔اپنی اولاد کی زندگی کیلئے مجھے تمہیں یہاں لانا پڑا اور اس شخص کو بھی جس نے میری اولاد کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔"

اتنی تفصیل جاننے کے بعد بھی میں بت کی طرح سانس روکے یک ٹک اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس کا دعویٰ تھا وہ غیر انسانی مخلوق تھا۔ظاہر سی بات تھی میری انسانی عقل بہت دیر تک ان۔حقائق کو قبول نہیں کر پا رہی تھی۔

دھیرے دھیرے میرا ذہن کھلنے لگا تو یہ سب باتیں سچ لگنے لگیں۔ عفان جب دوسری بار چھت پہ آئے تھے تو ان کی آواز اور انداز بہت مختلف تھے کیونکہ وہ عفان تھے ہی نہیں۔وہ تو یہ غیر انسانی مخلوق تھا۔اس حقیقت کے آشکار ہوتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔یہ سوچ کر مجھے جھرجھری آگئی کہ میں ایک

غیر انسانی مخلوق کے ساتھ کس حد تک گزر چکی تھی اور اب اس کا دعویٰ تھا کہ میرے پیٹ میں اسی کی اولاد تھی جو اسی جیسی غیر انسانی مخلوق تھی۔ میرا سر چکرانے لگا۔ میں اپنی ہمت پہ حیران تھی کہ اب تک بیہوش نہیں ہوئی تھی۔ یکدم میرے ذہن میں جھماکہ ہوا اور میں دو قدم اسکی طرف بیتابی سے بڑھی۔

"آپ عفان کو بھی یہاں لائے ہیں کیا؟"

میرے سوال پر مجھے لگا جیسے وہ مسکرایا ہو مگر اس کا چہرہ اسپاٹ ہی ہو رہا تھا۔ اور پھر پلک جھپکتے میں ایک بار پھر منظر بدلا تھا۔ اب میں جہاں تھی وہاں ہر طرف آگ ہی آگ تھی، جہنم کا گمان ہو رہا تھا۔ لیکن حیرت انگیز طور پہ آگ مجھے محسوس بھی نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے دیکھا اس آگ کے ایک بڑے سے دائرے کے درمیان عفان تھا جو بری طرح چیخ چلا رہا تھا۔ ہر طرف آگ ہونے کی وجہ سے ان کا گوشت شاید گل رہا تھا۔ نہ وہ جل رہے تھے نہ انہیں سکون کا ایک سانس بھی میسر ہو رہا تھا۔ میں ابھی دنگ سی انہیں دیکھ ہی رہی تھی کہ منظر ایک بار پھر بدلا

www.novelsclubb.com

اور میں دوبارہ اسی عالیشان ہال میں موجود تھی۔ہال لوٹنے کے بعد بھی میں دو منٹ تک سکتے میں رہی تھی۔جب میرا سکتہ ٹوٹا تو ایک کمینی سی خوشی نے میرے اندر سر اٹھایا تھا۔وہ کچھ دیر پہلے تک میری جان لینے والے تھے وہ بھی بے رحمی سے۔ ان کے ساتھ جو ہو رہا تھا مجھے اس پر کوئی افسوس فی الحال نہیں ہو رہا تھا۔محبت پر اس وقت غم اور غصہ غالب تھا۔

مجھے میرے گھر جانے دیں۔میں آپکے بچے کا خیال رکھوں گی ہر طرح سے۔وہاں" میرا بھائی میرا انتظار کر رہا ہو گا۔اس کا میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔"ہاتھ جوڑ کر میں نے اس سے گزارش کی۔یہ اس کا رویہ ہی تھا جس نے مجھے اتنی ہمت دی تھی۔

یہ ممکن نہیں ہے۔میری اولاد کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ تمہیں یہیں رہنا" ہو گا اس کی پیدائش تک۔"وہ کرخت آواز میں گرجا۔ہال میں ہر طرف اس کی آواز گونج کے رہ گئی اور میرا دل رک سا گیا۔

اوراس کے بعد؟مطلب آپ کے بچے کی پیدائش کے بعد میں یہاں سے جا سکتی ہوں؟"میں نے خوش گمانی سے پوچھا۔

تم چاہو تو چلی جانا، چاہو تو رہ جانا۔"اس کے آسانی سے مان جانے پر میں تھوڑی" کنفیوز ہو گئی۔

میں اس کی پیدائش کے بعد نارمل انسان تو رہوں گی نا؟"میں نے خوفزدہ انداز" میں لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔

جواب میں اس نے سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی۔میری سانس تھوڑی بحال ہوئی۔

تمہیں بھوک لگی ہے؟"اسکے سوال پر میں نے تیزی سے نفی میں سر ہلا دیا۔"

ایمان کی بات تھی میری بھوک پیاس اس وقت مرے ہوئے تھے۔میں خود کو اس وقت خواب کا حصہ محسوس کر رہی تھی۔اندر ہی اندر میں ابھی بھی اس سب کو حقیقت ماننے میں ہچکچا رہی تھی اور منتظر تھی کب میری آنکھ کھلے اور میں خود کو منان کے پاس اپنے کمرے میں پاؤں۔

میرے انکار پر وہ کچھ دیر تک اپنی بے نور آنکھوں سے مجھے تکتا رہا پھر عجیب سی کسی زبان میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ میں ہونق سی اسے تکتی رہی لیکن اس سے پہلے کہ اسکی بات کا مطلب پوچھتی وہ کہر میں لپٹا ہیولے میں ڈھلا اور پھر گم ہو گیا اور بالآخر میری ہمت ٹوٹی اور میں بے ہوش ہو گئ۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

اس بار میری بے ہوشی زیادہ طویل ثابت نہیں ہوئی تھی۔ جلد ہی ہوش میں آکر میں خود کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو ہی گئ کہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں یہ حقیقت ہے کوئی خواب نہیں۔ اور جب مجھے یقین آگیا تو میں متوحش نظروں سے ہال کا جائزہ لینے لگی۔ کھڑکیوں کے علاوہ کچھ دیو قامت دروازے تھے جو شاید کمروں کے تھے اور ایک طرف کو گول سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جو اوپر، بہت اوپر، نجانے کتنی اوپر جاتی تھیں۔ ہال کی چھت ہی اتنی اونچی تھی پھر خدا جانے یہ سیڑھیاں آسمان کی کونسی منزل پر لیجانے والی تھیں۔ خواہش کے باوجود میں ڈر کی

www.novelsclubb.com

وجہ سے نہ کسی کمرے میں جھانک سکی اور نہ سیڑھیوں سے اوپر جانے کی ہمت کر سکی۔اوپر کی سیڑھیوں پر یوں بھی کافی اندھیرا تھا۔میں ایک کھڑکی کے ساتھ لگ کے زمین پر سکڑ کر بیٹھ گئی۔کھڑکی کی باہر صرف کہر نظر آرہی تھی۔نجانے اس کہر میں کتنی آنکھیں تھیں جو مجھے تک رہی تھیں۔یہ خیال آتے ہی میں کھڑکی کے پاس سے اٹھ گئی اور ہال میں ٹہلنے لگی۔میری ٹانگیں شل ہو رہی تھیں اور دن ڈھلتا جارہا تھا مگر مجھے اتنا بھی قرار نہیں آرہا تھا کہ میں سکون سے بیٹھ ہی جاتی۔مجھے یہ خیال بھی ستارہا تھا کہ دن ڈھلتے ساتھ ہی ہال میں بالکل اندھیرا چھا جائیگا۔جھومر پہ جلتی موم بتیاں اتنے بڑے ہال میں کیا ہی روشنی بکھیر سکیں گی مگر میرا یہ خیال اس وقت ہوا ہو گی جب میں نے سورج ڈوبتے ہی کہر چھٹتی دیکھی تھی۔کہر چھٹی تو باہر کے پر رونق منظر واضح ہو گئے۔میں ششدر سی بے اختیاری میں کھڑکی کی طرف بڑھی۔شہروں میں بازار جس طرح چاند رات کو جگمگا رہے ہوتے ہیں ٹھیک ویسا ہی سماں باہر کا تھا،بس ایک فرق تھا کہ یہاں کہیں بجلی نہ تھی بلکہ دیواروں پر مشعلیں

www.novelsclubb.com

روشن تھیں۔لوگوں ہاتھوں میں لالٹین اٹھا رکھے تھے۔سب کے لباس یا تو بالکل سیاہ رنگ کے تھے یا سیاہی مائل تھے۔قد کسی کا سات فٹ سے کم نہ تھا اور سب کے رنگ بے حد سفید تھے جو نیم اندھیرے میں بھی جگمگا رہے تھے اور چہرے بالکل اسپاٹ تھے۔آتے جاتے کوئی مجھے کھڑکی میں کھڑے دیکھتا تو ایک سرسری سی نظر ڈالتا اور گزر جاتا۔ستاروں سے ٹمٹماتا شفاف آسمان اور ٹھاٹھیں مارتا سمندر بھی چاند کی مدھم روشنی میں بے حد حسین منظر پیش کر رہا تھا۔میں بے خود سی رات کا یہ حسن تکتی رہی۔مجھے لگا میرا باہر جانا میرے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا۔لوگ مجھے دیکھ کر کوئی خاص توجہ دیے بغیر آگے بڑھ رہے تھے یعنی انہیں میری ذات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔اس خیال سے مجھے کچھ تقویت پہنچی اور میں مین دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ابھی میں نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ پشت سے آنے والی پکار پر اچھل کر پلٹ گئی۔میرا دل دھڑ دھڑ کرتا سینے سے باہر آنے کے درپہ تھا۔دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے میں پلٹ کر اس 4 فٹ کے آدمی کو دیکھنے لگی جو پشت پہ ہاتھ

باندھے مجھ سے چار قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔مجھے اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ ادب سے تھوڑا سا آگے کو جھکا تھا۔میں سٹپٹا کر دو قدم پیچھے ہوتی گرتے گرتے بچی تھی۔ اگرچہ اس کا قد 4 فٹ تک تھا مگر اس کی شکل صورت بتاتی تھی وہ تیس پینتیس سال کا مرد تھا۔

آپ کہاں جا رہی ہیں؟"اس کی آواز نرم تھی پھر بھی سر د سا تاثر دے رہی تھی۔"

آپ یہاں کب آئے؟"میں اس کا سوال ان سنا کرتی حلق تر کر کے بولی۔"

میں تو کب سے یہیں ہو تھا۔امنے اس لیے نہیں آتا کہیں آپ میری موجودگی سے ڈر نہ جائیں۔مالک مجھے آپ کی ذمہ داری سونپ کے گئے ہیں۔آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو آپ مجھے بتادیا کریں۔میں آپ کے آس پاس ہی رہوں گا۔"

تفصیل جاننے کے بعد میں چپ سی اسے دیکھتی رہی۔میں دل میں خود کو سمجھا رہی تھی کہ مجھے اب حیران پریشان ہونا چھوڑ دینا چاہیے۔ابھی تو مجھے یہاں اور بھی نجانے کیا کیا دیکھنے کو ملنا تھا۔

اچھا کیا میں باہر جا سکتی ہوں ؟"دل باہر جانے کیلئے مچل رہا تھا تبھی میں بے صبری "
سے پوچھنے لگی۔

"جی ہاں کیوں نہیں۔"

باہر یہ لوگ مجھے نقصان تو نہیں پہنچائیں گے ؟"میرے سوال پر وہ مسکرا دیا۔"

یہ سوال آپکو سب سے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔ نہیں وہ آپکو کوئی نقصان نہیں "
پہنچائیں گے۔جب تک چھوٹے مالک آپ کے وجود کا حصہ رہینگے یہاں کسی کو آپ
"کے انسان ہونے کا احساس نہیں ہو گا۔

یہ اطلاع کافی حوصلہ افزاء تھی میرے لیے۔میں نے ہاتھ سے اپنے پیٹ کو چھوا۔
جب سے مجھے میری پریگننسی کا احساس ہوا تھا میں صرف اپنی اور دنیا کی فکر میں مگن
تھی۔لوگ کیا کہیں گے ،میرا کیا ہو گا، مگر آج پہلی بار مجھے اس ننھے وجود کا احساس
ہوا تھا۔

لیکن جب پہلے میں باہر گئی تھی تو ان لوگوں نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔" مجھے یاد آیا تو مشکوک سی ہو کر پوچھنے لگی۔

انسانوں کی طرح ہم میں بھی اچھے اور برے جن ہوتے ہیں۔آپ چلتے ہوئے جس جگہ پہنچ گئی تھیں وہاں ہم لوگ بھی جانے سے کتراتے ہیں اور وہاں موجود بلاؤں سے پناہ مانگتے ہیں۔مالک اس قبیلے کے طاقتور ترین لوگوں میں شامل ہیں، انہیں پہچان کر ہی وہ پیچھے ہٹے تھے ورنہ عام جنوں سے وہ زرا نہیں گھبراتے۔"

اوہ۔۔۔"میں ہونٹ سکیڑ کے رہ گئی۔"تو چلیں ہم باہر؟"میرے ہوچھنے پر اس نے سر کو جنبش دی اور ہم دونوں آگے پیچھے باہر نکل آئے۔باہر آکر وہ غائب ہو گیا تو میں پریشان سی ہو کر اسے پکارنے لگی۔وہ فوراً ہی میرے سامنے آگیا تھا۔

تم میرے سامنے ہی رہو اس طرح مجھے اکیلے پن کا احساس نہیں ہوگا۔"میری" گزارش پر اس نے ایک بار پھر سر ہلایا اور خاموشی سے قدم آگے بڑھا دیے۔

تمہارا نام کیا ہے ؟"جو حالات تھے ظاہر ہے میرے دل میں بے شمار سوالوں نے سر اٹھانا ہی تھا۔میں دو منٹ ہی خاموشی سے صبر کر سکی پھر فل فارم میں آگئی۔

"باخور۔"

باخور؟ یہ کیسا نام ہے ؟"میں اختیاری میں بولتی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔مجھے یاد آیا وہ ایک جن تھا اور مجھے اب حیران ہونا چھوڑنا تھا۔

تم ان سب سے الگ کیوں ہو؟مطلب یہ سب اتنے لمبے اور تم؟مطلب کیا"

"جنات میں بھی بونے ہوتے ہیں ہم انسانوں کی دنیا کی طرح؟

نہیں میں ان میں سے ایک نہیں ہوں۔میرا میری طرح کے جناتوں کا ایک قبیلہ" تھا۔کئی سو سال پہلے ہمارے اور ان کے قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑی تھی جس میں ہار ہماری ہوئی تھی۔تب سے ہمارے قبیلے کے جن یہاں دوسرے درجے کے شہری کی سی حیثیت میں رہ رہے ہیں۔یہاں آپ کو ہر دوسرے گھر میں میرا جیسا "ایک خادم نظر آئیگا۔

یہ جاننے کے بعد مجھے باخور پر ترس آنے لگا۔میں دو پل کو چپ سی ہو گئی تھی۔

باخور، کیا جنوں کی یہ بستی انسانی دنیا میں ہی بنی ہے؟" تھوڑی دیر بعد میرے" ذہن میں اور سوال کلبلایا۔

"جی ہاں، بنی تو انسانی دنیا میں ہے لیکن انسانی نظر سے پوشیدہ ہے۔"

اوہ اچھا اچھا، لیکن یہ سب دن میں نظر کیوں نہیں آتے؟رات میں سب واضح" "کیوں ہوتا ہے؟

ہر مخلوق کی اپنی کمزوریاں اور طاقت ہوتی ہے۔انہیں روشنی زیادہ راس نہیں" آتی۔دن کے اجالے میں یہ کہر میں لپٹے سفر کرتے ہیں۔انتہائی ضرورت کے بغیر یہ کہر سے نہیں نکلتے یہ ان کیلئے جون لیوا ہوتا ہے۔جبھی مالک بھی آپ کے ساتھ زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے۔آپ کو جو دن بھر نظر آتی رہی وہ کہر نہیں تھی،یہی لوگ تھے۔جیسے ہی دن کی روشنی ڈھلتی ہے یہ کہر سے نکل کر اپنے اصل روپ "میں لوٹ آتے ہیں۔

میں منہ کھولے باخور کی باتیں یوں سنتی رہی جیسے وہ مجھے کوئی کہانی سنا رہا ہو۔اور جیسے ہی کہانی ختم ہوئی میں بچوں کی طرح سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگی۔

پھر باقی راستہ میں چپ چاپ اطراف کا جائزہ لینے لگی۔ سات سات فٹ کے لوگوں کو دیکھ کر ایسا گمان ہو رہا تھا جیسے میرے آس پاس بہت سے پہاڑ چل پھر رہے ہوں۔وہاں مختلف دکانیں تھیں، کپڑوں کی، مچھلیوں کی، عجیب اشکال کے پھول پودوں کی، میں دنگ سی باخور کے پیچھے پیچھے چلتی سمندر کے قریب پہنچ گئی۔

میں اپنی اٹھائیس سالہ زندگی میں صرف ایک بار اپنی فیملی کے ساتھ سمندر کنارے گئی تھی۔ وہ دن میری زندگی کے خوشگوار دنوں میں سے ایک تھا۔ ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی آوازیں آج بھی میری سماعتوں میں گونجتی تھیں۔آج دوبارہ سمندر کو قریب سے دیکھ کر مجھ پر رقت سی طاری ہونے لگی۔ بروقت خود کو سنبھالتے ہوئے میں زمین پر ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔ باخور میرے نزدیک ہی کھڑا تھا۔ میں نے اسے بھی بیٹھنے کو کہا تو وہ جھجھکتا ہوا کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

یونہی بیٹھے بیٹھے سوچوں میں گم نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی جب باخور کے ہڑبڑا کر اٹھنے پر میں بھی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پلٹ کر اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو وہاں اسے ہی پایا جو میری اتنی تکلیفوں کا باعث بنا تھا۔ مجھے اس سے سخت نفرت ہو رہی تھی۔ نہ یہ میرے پاس آتا نہ میں پریگنینٹ ہوتی، نہ عفان مجھے مارنے کی کوشش کرتے اور نہ میں اپنے بھائی سے دور یہاں آتی۔ سارے فساد کی جڑ تھا یہ انسان، بلکہ انسان نہیں جن۔ میں نفرت سے اسے گھورنے لگی۔ وہ بھی سرد بے نور نظروں سے مجھے تکتا ایک بار پھر نا سمجھ آنے والی زبان میں کچھ بڑبڑایا تھا جس کے جواب میں باخور سر ادب سے جھکا کر پلک جھپکتے میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مجھے باخور کا جانا اچھا نہیں لگا تھا۔ انسیت سی ہو گئی تھی اس کے ساتھ۔ میں چپ چاپ رخ موڑ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔ دو منٹ بعد وہ بھی آ کر خاموشی سے میرے پہلو میں بیٹھ گیا تھا۔ میں نے دزدیدہ نظروں سے دیکھا اس کا چہرہ اسپاٹ ہی تھا اور نظریں سمندر پر مرکوز تھیں۔ پھر وہ یونہی نظریں سمندر پر جمائے مجھ سے کھانے کا

www.novelsclubb.com

پوچھنے لگا۔ میرے پیٹ نے بہت سی صدائیں بلند کیں مگر میں نے ان سنی کیے نفی میں سر ہلا دیا۔ اب خوف کم ہوا تھا تو بھوک جاگ اٹھی تھی مگر میں اس سے کچھ لینا نہیں چاہتی تھی۔ جیسے میں نے پیٹ کی صدا ان سنی کی تھی اس نے بھی میرا جواب ان سنا کر دیا تھا اور رخ موڑ کر اونچی آواز میں اسی نا سمجھ آنے والی زبان میں کچھ کہنے لگا۔ تین منٹ بعد ہی ایک آٹھ فٹ کا پہاڑ سا شخص تلی ہوئی مچھلی اور عجیب سا مشروب ارے درمیان رکھ کے چلا گیا۔ میں نے پانچ منٹ تک ہوشربا خوشبو لٹاتی مچھلی سے نظریں چرائیں لیکن آخر کب تک؟ میں صبح سے بھوکی تھی، بالآخر انا پس پشت ڈالے کھانے پر ٹوٹ پڑی۔ اتنی لذیز مچھلی اور مشروب میں نے زندگی میں کبھی نہیں چکھے تھے۔ دل نہیں بھر رہا تھا لیکن پیٹ بھر چکا تھا جبھی ہاتھ کھینچنے پڑے۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں نے سر اٹھایا تو وہ اب بھی مجھے نہیں دیکھ رہا تھا، سمندر میں نجانے کیا نظر آرہا تھا اسے جو نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔ میں نے بھی اسے نظرانداز کرنے کا تاثر دیا اور اٹھ کر دوبارہ اس جگہ کا جائزہ لینے لگی۔ میں

www.novelsclubb.com

محسوس کر سکتی تھی وہ میرے پیچھے ہی تھا لیکن کچھ کہہ نہیں رہا تھا۔ میں نے ذہن کو فی الحال اس پر دھیان دینے سے باز رہنے کی تاکید کی اور قدموں کی رفتار تیز کر لی۔ یہاں بہت سارے کھنڈر نما بلند و بالا محل بنے تھے، جو اندر سے بھی ویسے ہی ہونے کی امید تھی جہاں میں رہ رہی تھی۔ آخر کو وہ سب اتنے لمبے چوڑے تھے، گھر اتنے اونچے ہونے ہی تھے۔ یکدم مجھے کوئی خیال آیا اور میں خود کو اس سے مخاطب ہونے سے روک نہ سکی۔

تم یہاں سب کی طرح اتنے لمبے کیوں نہیں ہو؟" اگرچہ سوال بے اختیاری میں " زبان سے پھسلا تھا لیکن آواز میری سرد ہی رہی۔

"میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔"

اس کے بگڑ کے جواب دینے پر میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ میں اسکی خاموشی سے سمجھتی رہی وہ نادم ہے لیکن وہ تو ڈبل ایٹی ٹیوڈ شو کر رہا تھا۔ مجھے غصہ آنا لازم تھا۔ میں جھٹکے سے پلٹی اور تیز قدموں سے چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے میں ایک

ساڑھے سات فٹ کے پہاڑ سے وجود سے ٹکرائی۔اس سے پہلے کہ معذرت کرتی وہ پلٹااور مجھے دیکھ کراس کی آنکھوں میں بڑی بھیانک سی چمک ابھری تھی۔میں نے کنفیوز ہو کر پیچھے نظر ڈالی لیکن باخور کا نام نہاد مالک کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ڈر کے مارے میرا حلق خشک ہونے لگا۔وہ اسی عجیب زبان میں کچھ بولنے لگا جو مجھے سمجھ نہیں آتی تھی۔میں کنفیوز سی اسے دیکھتی رہی جب یکدم اس نے میرا کندھا جکڑلیا۔میں اس ہاتھ کو پہچانتی تھی۔یہ وہی ہاتھ تھا جس نے صبح میری پشت پہ پنجا مار کر میری قمیض اور کھال پھاڑدی تھی۔اس کے عزائم کا اندازہ ہوتے ہی اس سے پہلے میں ڈر کے مارے چیخ پڑتی میں نے اس دیو سے شخص کی مکروہ مسکراہٹ گم ہوتے دیکھی پھر وہ بھیگی بلی کی طرح بھیڑ میں گم ہوتا چلا گیا۔میں نے مڑ کے دیکھا۔توقع کے مطابق وہ باخور کا مالک ہی تھا۔

چلیں گھر؟"اس نے سرد مہری سے پوچھا تھا۔"

میں تمہیں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔" مجھے اسکی بد تمیزی یاد تھی جبھی اسی" کے لہجے میں اسی کا جواب لوٹایا مگر یہ کر کے پچھتائی ہی۔اس نے لمحہ سے پہلے مجھے بانہوں میں اٹھایا اور اگلے ہی پل ہم ہواؤں کی سیر کر رہے تھے۔میری چیخیں بے تحاشہ تھیں۔ہم نجانے زمین سے کتنے اوپر تھے کہ وہ کے ٹو پہاڑ جتنے محل بھی چیونٹی جیسے نظر آرہے تھے۔

میں نے اسکا کالر پوری مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا اور یہ یقین بھی تھا وہ مجھے گرائے گا نہیں، آخر کو اسکی اولاد میری کوکھ میں تھی، پھر بھی میری چیخیں تب تک جاری رہیں جب تک ہم ہمارے محل کی چھت پر نہیں پہنچ گئے۔مجھے نیچے اتار کر وہ تیز قدموں سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا لیکن مجھے کچھ دیر لگی تھی خود کو زمین پر چلنے کے قابل بنانے کیلئے۔جیسے ہی میں چلنے کے قابل ہوئی میں نے اسکے پیچھے دوڑ لگا دی۔میں نے دیکھا سیڑھیوں پر پہلے اندھیرا تھا لیکن جیسے جیسے وہ نیچے اترتا جارہا تھا سیڑھیوں کی دیواروں پر شمعیں روشن ہوتی جارہی تھیں۔میں تیزی سے

www.novelsclubb.com

سیڑھیاں اترتی نیچے پہنچی تو اس نے بغیر کچھ کہے انگلی سے ایک دروازے کی طرف اشارہ کیا اور خود دھند میں ڈھلتا ایک بار پھر غائب ہو گیا۔

میں مرتی کیا نہ کرتی کی مصداق کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہاں ایک جہازی سائز بیڈ کے علاوہ دیوار پہ آویزاں سات فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا آئینہ تھا۔ چھت پر جھومر تھا اور تین بلند قامت کھڑکیاں تھیں جیسی ہال میں بنی تھیں۔ میں بیڈ پر بیٹھ کر کتنی ہی دیر تک حالات حاضرہ پر غور کرتی رہی پھر نیند کی دیوی مجھ پر کب مہربان ہوئی مجھے پتہ نہ چلا۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

www.novelsclubb.com

صبح میں جیسے ہی اٹھی میں نے بے ساختہ کھڑکی کی طرف دوڑ لگا دی۔ کھڑکی سے باہر اب ہر طرف بس کہر ہی کہر تھی۔ تھوڑی دیر تک میں کھڑکی کے ساتھ چہرہ ٹکائے خالی الذہنی کی کیفیت میں کھڑی رہی پھر مجھے باتھ لینے کی خواہش ہوئی۔ سر بھاری ہو رہا تھا اور تھکاوٹ بھی سارے جسم پر سوار تھی۔ میں نے باتھ روم کی

تلاش میں کمرے میں نظر دوڑائی مگر مین دروازے کے علاوہ وہاں کوئی دوسرا دروازہ نہ تھا۔اسی اثنا میں مجھے باخور کا خیال آیا اور میں نے فوراً ہی باخور کو پکارا۔وہ پہلی ہی پکار پر پلک جھپکتے میں میرے سامنے موجود تھا۔

تم کیا ساری رات کمرے میں ہی تھے ؟" یہ پوچھتے ہوئے میں تھوڑی سٹپٹائی" تھی۔

جواب میں باخور نے نفی میں سر ہلا کر مجھے ایک گونہ سکون عطا کیا تھا۔اس سے پہلے میں باخور کے سامنے مدعا رکھتی کہر سی پورے کمرے میں بکھرنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے کہر سمٹ کر اس شخص میں ڈھل گئی جو مجھے سب سے زہر لگتا تھا۔اس نے باخور سے اپنی زبان میں کچھ کہا جس کے جواب میں باخور سر جھکائے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔اب کمرے میں صرف وہ اور میں تھے ایک دوسرے سے چار قدموں کی دوری پہ۔ صبح صبح اسے دیکھ کر میرا موڈ کافی خراب ہو چکا تھا۔سینے پر بازو لپیٹ کر میں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔میری نظروں کے جواب

www.novelsclubb.com

میں کچھ کہے بغیر اس نے کھڑکی کے شیشے کے دروازے کھول دیے اور کھڑکی پر کھڑے ہو کر ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔مجھے کچھ سمجھ نہ آیا مگر دل میں کہیں اسکا خوف اب بھی موجود تھا جبھی بے اختیاری میں اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔اس نے ہلکے سے جھٹکے سے میرا ہاتھ کھینچا تھا۔اس سے پہلے کہ یوں کھینچے جانے پر میں گرتی اس نے کھڑکی سے چھلانگ لگا دی۔ایک بار پھر میں چیختی چلاتی اسکے ساتھ ہوا کے سفر میں تھی مگر اس بار پوزیشن الگ تھی۔اس نے مجھے پوری طرح اٹھانے کے بجائے کمر میں بازو ڈال کر ساتھ لگا رکھا تھا اور میں اسکے کندھے میں منہ دے کر چیختی چلاتی اسکے کان پھاڑنے کے درپہ تھی۔شاید قدرت کو اس کے کانوں پر ترس آگیا تھا جو ہم منزل مقصود تک جلد ہی پہنچ گئے تھے۔ایک بہت بڑے میدان جیسا لگتا تھا مگر غور کرنے پر اندازہ ہوا وہ میدان نہیں تھا۔سرسبز درختوں اور جھاڑیوں کا ایک وسیع دائرہ سا بنا تھا جس کے درمیان وہ خوبصورت حوض موجود تھا،حوض میں جامنی رنگ کے ننھے ننھے بے شمار پھول تھے جن کی خوشبو

بہت دور سے ہی مجھے بے خود کر رہی تھی۔ میں نے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہاں کہیں کوئی کہر نہ تھی، دائرے کے اندر سب کچھ بالکل واضح نظر آرہا تھا۔ یعنی کسی تیسرے کی موجودگی کا احساس نہیں تھا۔ میں نے ہر طرف کا جائزہ لے کر سوالیہ نظریں اس پر ڈالیں مگر وہ میری طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ اکڑوں بیٹھا حوض کے پانی میں ہاتھ چلا رہا تھا، بہت آہستہ سے، بہت محبت سے۔ اس وقت وہ بڑا معصوم لگ رہا تھا۔ میں متحیر سی اسکا انوکھا سا روپ دیکھتی رہ گئی، معاً اس نے میری طرف چہرہ گھمایا اور مجھے اس میں غسل کرنے کیلئے کہا۔ میں کنفیوز سی ہو کر اسے تکنے لگی۔

تم میرے دل کی بات بھی جان سکتے ہو کیا؟ "میری آواز لڑکھڑا رہی تھی، ظاہر" ہے کوئی آپکے دل کی بات بھی جان جائے تو یہ پریشانی کی بات تو تھی نا۔

"ہیں connect ہاں میں جان سکتا ہوں، ہم دونوں میری اولاد کی وجہ سے"

یہ تم میری اولاد میری اولاد کیا لگائے رکھتے ہو؟ میں بھی تو ماں ہوں اسکی۔" میں نروٹھے پن سے بولی تو مجھے لگا وہ مسکرایا ہے مگر چہرہ اسکا نے تاثر ہی تھا۔ میں نے سوچا شاید میری نظر کا دھوکا ہو گا۔

اس بار وہ کچھ بولے بغیر حوض کی طرف اشارہ کرتا خود ایک بڑے سے پتھر پر مغرور بادشاہ کی طرح پھیل کر بیٹھ گیا۔

تم سامنے بیٹھے ہو، میں کیسے حوض میں اتر جاؤں۔" میں نے بگڑ کر اسے احساس" دلانے کی کوشش کی تھی۔

"تمہارے بدن میں ایسا کوئی تل بھی نہیں جو میں نے نہ دیکھا ہو۔"

اسکے بے شرمی سے کہنے پر میں دل ہی دل میں اس پر لعنت بھیجنے کے سوا کچھ نہ کر سکی مگر لعنت بھیج کر بھی ڈر گئی کیونکہ بقول اسکے وہ میرے دل کی بات جان سکتا تھا۔ ایک زہر بھری چور نظر اس پر ڈال کر میں نے نئے کپڑوں کے بارے میں پوچھنا چاہا مگر ایک بار پھر میرے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی اس نے ہاتھ کے اشارے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے حوض کے قریب ایک پتھر کی طرف اشارہ کر دیا جس پر بے حد خوبصورت سیاہی مائل سرخ گاؤن رکھا تھا۔ مجھے یاد آیا یہاں کی عورتوں نے ایسے ہی گاؤن پہن رکھے تھے۔ میں خاموشی سے اپنے کپڑوں سمیت ہی حوض میں اتر گئی۔ یہ نجانے حوض تھا یا جادو تھا جس میں اترتے ساتھ ہی مجھے اپنا وجود نیا نیا نکھرا نکھرا محسوس ہو رہا تھا۔ بہت ہلکا پھلکا ہر بوجھ اور الجھن سے آزاد۔ میرا دل چاہا کبھی اس حوض سے باہر نہ نکلوں۔ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو پانی سے ملتے ہوئے مجھے لگا اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ حوض واقعی جادوئی تھا جس نے میرا وجود سر سے پیر تک نکھار دیا تھا۔ اصولاً تو مجھے یہاں سے نکل جانا چاہیے تھا مگر میں مزے سے پانی سے کھیلتی رہی۔

مجھے تمہیں واپس بھی لے جانا ہے۔ کھیلنا بند کرو اور اپنا لباس بدل کر چلو میرے" ساتھ۔" اس کی تیز آواز ہمیشہ کی طرح میری سماعت میں چبھی۔ میں نے ایک زہریلی نظر اس پر ڈالی اور منہ موڑ لیا۔

"میں باخور کے ساتھ چلی جاؤں گی گھر، تم جاؤ"

"باخور یہاں نہیں آسکتا۔اب جلدی کرو"

اس کے بھڑکنے پر میری ساری اکڑ بھاپ بن کر اڑ گئی۔میں نجانے کیوں بھول جاتی تھی وہ کوئی انسان نہیں تھا جن تھا۔اگرچہ میں عفان کی شکل میں انسان کا ایک بھیانک روپ بھی دیکھ چکی تھی لیکن جن تو جن ہوتا ہے نا۔

میں کپڑے کیسے پہنوں؟تم تھوڑی دیر کیلئے یہاں سے چلے جاؤ یا پھر مجھے جادو سے کپڑے بدلوا دو" میں نے ڈرتے ڈرتے اسے مشورہ دیا جسے اس نے خشمگین نظروں کے ساتھ رد کر دیا۔میں مرتی کیا نہ کرتی کی مصداق حوض سے نکل کر پتھر کی طرف بڑھ گئی اور مرے مرے ہاتھوں سے گلے سے چپکا دوپٹا اتار کر پتھر پر پھینکا پھر دزدیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔صد شکر تھا وہ بے شرم میری طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جلدی جلدی لباس بدل کر میں جیسے ہی پلٹی اسے یک ٹک اپنی طرف دیکھتے پا کر میرا چہرہ دہک اٹھا۔اس سے پہلے میں اس پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتی اس نے مجھے بانہوں میں اٹھا کر ایک بار پھر ہوا میں اڑان بھر لی۔اس بار میں نے اپنی چیخوں پر کنٹرول رکھا مگر بے بسی کے احساس سے میری آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔مجھے کھڑکی سے ہی میرے کمرے میں اتار کر وہ کھڑکی دوبارہ بند کر چکا تھا۔میں بت بنی اسے تکتی رہی جو دھیرے دھیرے کہر میں ڈھلتا جا رہا تھا۔

"اب تمہیں جو بھی چاہیے ہو باخور سے کہنا۔میں رات کو لوٹوں گا۔"

مکمل کہر میں ڈھل کر غائب ہونے سے پہلے یہ آخری بات اس نے کہی تھی۔میں اس وقت اس سے اتنی خفا تھی کہ کوئی جواب بھی نہ دیا اور نہ بھوک کے باوجود باخور کو بلایا۔میں تھوڑی دیر تنہا رہ کر کڑھنا چاہتی تھی۔کافی دیر کڑھنے کے بعد جب پیٹ بھوک سے گڑگڑ کرنے لگا تو میں نے باخور کو پکار ہی لیا۔وہ ہر بار کی طرح

پہلی پکار پر حاضر تھا۔ مجھے دیکھ کر زرا حیران ہوا تھا۔ پھر میں نے اسکی آنکھوں میں ستائش ابھرتی دیکھی تھی۔

"آپ اس لباس میں بہت اچھی لگ رہی ہیں۔"

تھینک یو" جھینپی جھینپی میں اتنا ہی کہہ سکی۔ پھر میری خواہش پر اس نے پلک" جھپکتے میں بہترین ناشتے کا انتظام کیا تھا۔ میرے ناشتہ کرنے کے بعد باخور اجازت لے کر چلا گیا تو میں آئینے میں خود کو تکنے لگی۔ اس گاؤن میں میں واقعی بہت حسین لگ رہی تھی اور کچھ حوض کے پانی کا بھی کمال تھا۔ مجھ میں سے انہی جامنی پھولوں کی دلفریب خوشبو پھولوں کی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب کرنے کو میرے پاس کچھ نہیں تھا سو اپنی زندگی میں اچانک در آنے والے حیرت انگیز موڑ کو سوچتی رہی۔ کبھی خیالوں کا رخ منان کی طرف مڑ جاتا تو دل دکھ سے بھر جاتا۔ نجانے منا کس حال میں تھا۔ مستقل منے کے بارے میں سوچنے کے

نتیجے میں میرا دل تکلیف سے بھر گیا۔رات کو جونہی وہ میرے سامنے آیا میں نے روتے ہوئے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

"مجھے ایک بار میرے بھائی کو دیکھنے دو وہ کس حال میں ہے۔صرف ایک بار پلیز۔"میرے رو رو کر منتیں کرنے کے نتیجے میں اس نے خاموشی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اگلے ہی پل ہم میرے اور منا کے مشترکہ کمرے میں تھے جہاں منا ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹے افسردہ سا بیٹھا تھا۔اس نے میرے ایک دوپٹے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھا تھا شاید ڈھارس کیلئے۔میرا دل کٹ کے رہ گیا۔میں نے بے اختیاری میں منے کو پکارا مگر اس نے سنا نہیں۔

www.novelsclubb.com

"نہ کوئی تمہیں یہاں دیکھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے۔تم نے اسے دیکھنا تھا نا کہ اسے تمہیں۔دیکھ لیا؟اب چلو"میرے احتجاج کی پرواہ کیے بغیر وہ مجھے دوبارہ اپنی دنیا میں لے آیا۔آج مجھے سلگانے کا ہر کام کر رہا تھا۔غصے میں میں نے رات کے کھانے کا بائیکاٹ کر دیا تو اس نے بھی کوئی زور زبردستی نہ کی اور خاموشی سے ایک تخت پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جا کے بیٹھ گیا۔ میں بھی رخ موڑ کر کھڑکی کا شیشا ہٹا کر کھڑکی سے لگ کے بیٹھ گئی اور بے آواز آنسو بہانے لگی۔ یونہی بے آواز روتے مجھے کب نیند نے آ لیا، پتہ نہ چلا۔ البتہ رات کے کسی پہر جب میری آنکھ کھلی تو میں بیڈ روم میں بستر پر دراز تھی۔ نیند کے خمار میں رات کا فسوں بھی شامل تھا۔ میرے جسم میں انگڑائیاں سر اٹھانے لگیں۔ گداز تکیہ سینے سے لگاتے ہوئے میری نظر اس پر پڑی جو کھڑکی کے سامنے کھڑا گردن موڑے یک ٹک مجھے دیکھ رہا تھا۔ مجھے نجانے کیا ہوا کہ میں نے دونوں بازو پھیلا کر اسے کھلی دعوت دے ڈالی۔ وہ تو جیسے منتظر تھا، فوراً ہی ہوا کے دوش پر سوار مجھ تک پہنچ گیا مگر اس بار اسکی قربت بہت فسوں خیز تھی۔

www.novelsclubb.com

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

صبح میری آنکھ اسکے ہلانے سے کھلی۔ اور جب میں اٹھی تو رات کے مناظر میری آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگے۔ میں نے ہڑبڑا کر خود پہ نظر ڈالی تو میں گاؤن میں ہی تھی۔ تو کیا وہ کوئی خواب تھا؟ اس خیال نے مجھے تھوڑا مطمئن کیا لیکن

میرا اطمینان دفع کرنے کو وہ کہر زدہ جن میرے مقابل موجود تھا جس کا چہرہ آج بے تاثر نہیں تھا بلکہ گہری مسکراہٹ کی لپیٹ میں تھا مگر مجھے اسکی یہ مسکراہٹ زہر لگ رہی تھی۔

تت۔۔۔تم نے رات کوئی جادو کیا تھا مجھ پر؟"بستر سے نکل کر میں اس پر چڑھ دوڑی۔

اپنی خواہش کا الزام میرے جادو پر مت ڈالو۔"وہ میرے چیخنے کے باوجود آج" غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ پیار سے پچکار رہا تھا۔

میں ایسی الٹی سیدھی خواہش کیوں کرنے لگی۔"میں نظریں چرا کر پھنکاری۔"

ہماری اولاد کی وجہ سے ہم ایک دوسرے میں ڈھلتے جارہے ہیں منشاء۔میں جب" جب تمہارے قریب آتا ہوں مجھ میں کہر سے نکل کر اس روپ میں رہنے کی طاقت بڑھ جاتی ہے،ویسے ہی تم میں بھی میری بہت سی خصوصیات جڑ پکڑتی جا

رہی ہیں جو دھیرے دھیرے تم پر آشکار ہوتی جائینگی۔بہت جلد تم میرے ساتھ یا میرے بغیر بھی ہوا میں تیر سکو گی۔"اس نے جیسے مجھے خوش خبری سنائی تھی۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔تم نے دوبارہ مجھے چھونے کی ہمت کیسے کی؟"میں بھینچی آواز میں چیخی۔اسکا مسکراتا چہرہ یکدم سپاٹ ہوا لیکن آج میں ڈری نہیں۔

"اسی میں تمہارے سوال کا جواب بھی موجود ہے۔تم چاہو نہ چاہو لیکن جب جب تمہارا جسم طلب کریگا تمہیں میں ہی نظر آؤں گا اور میں ہی اس غرض سے بھاؤں گا۔"یہ اطلاع میرے لیے اب تک کی سب سے خوفناک اطلاع تھی۔میری زبان گنگ رہ گئی۔اس نے پرواہ نہ کی اور مجھے بازوؤں میں بھر کر ایک بار پھر حوض میں لے آیا۔میں پانی میں اترتے ساتھ ہی ایک بار پھر مدہوش ہونے لگی مگر آج میں نے خود کو بے خود نہ ہونے دیا اور اس کہرزاد کے اپنی طرف دیکھنے کی پرواہ کیے بغیر پاک ہونے کی کوشش کرنے لگی مگر یہ حوض مجھے بار بار نیم غنودگی میں لیجاتا،خوشبو

مجھے ایسا سرور دیتی کہ پاکی بار بار ٹوٹ جاتی اور یوں لاکھ کوشش کے باوجود میں

پاک ہوئے بغیر روتی ہوئی حوض سے باہر نکل آئی جہاں پتھر پر آج پھر ایک نیا

گاؤن موجود تھا جو آج مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔مارے باندھے میں نے لباس

بدلا تو وہ مجھے دوبارہ اٹھا کر میرے کمرے میں لے آیا۔پھر وہ مجھے اپنے سامنے ناشتہ

کروانے کے بعد چلا گیا اور میں نے باخور کو بھی نہ بلوایا۔رات تک میں روتی رہی یہ

سوچ سوچ کر کہ میں شاید دنیا کی پہلی انسان تھی جسے زنا کی اتنی خوفناک اور عجیب

سزا مل رہی تھی، بلکہ مجھے اکیلے نہیں، عفان بھی میری ہی طرح کی یا شاید مجھ سے

زیادہ خوفناک سزا بھگت رہے تھے۔یونہی روتے روتے رات ہو گئی اور ایک بار پھر

میں ویسے ہی سو گئی اور یہ رات بھی میرے ضمیر پر بوجھ بڑھا گئی تھی۔اگلی صبح وہ پھر

مجھے حوض پر لے گیا اور ایک بار پھر حوض نے مجھے بے خود کر دیا اور میں ناپاکی میں

ہی اس کے ساتھ لوٹ آئی۔پھر یہ جیسے ایک کھیل بن گیا تھا۔نجانے کتنے ہی دن

اور راتیں اسی طرح گزرتی چلی گئی تھیں۔میری طبیعت بہت بوجھل رہنے لگی

www.novelsclubb.com

تھی۔میں رو رو کر بس یہی دعا کرتی تھی کہ اس کہر زاد کی اولاد جلد از جلد جنم لے اور میں اپنی دنیا میں اپنے بھائی کے پاس واپس لوٹ جاؤں۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

میں نے دن رات کا حساب رکھنا چھوڑ دیا تھا۔یہ دنیا بظاہر خوبصورت اور بے ضرر تھی لیکن در حقیقت بہت بھیانک تھی۔مجھے اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔میں نے اس کہر زاد کے ساتھ ہواؤں کا سفر بھی کر لیا تھا۔سوچنے میں یہ احساس بڑا خوش کن لگتا ہے کہ آپ ہوا کے دوش پہ بادلوں کو چھوتے گزریں لیکن جب آپ اندر ہی اندر مر رہے ہوں تو ہر احساس بھی مر جاتا ہے۔یونہی ایک دن میں نے خود کو کہر میں ڈھلتے بھی دیکھا تھا اور اس وقت میری چیخیں نکل گئی تھیں۔وہ کہر زاد میرے سامنے کھڑا مسکراتی نظروں سے مجھے کہر میں ڈھلتے دیکھتا رہا۔

وہ وقت بھی ایک بھیانک وقت تھا۔بظاہر میں سب کچھ کر سکتی تھی۔ہنس سکتی تھی بول سکتی تھی رو سکتی تھی اور تو اور کچھ کھا بھی سکتی تھی مگر میرا کوئی وجود نہ تھا۔میرا

کوئی عکس نہیں تھا۔ بہت مشکل سے روتے سسکتے میں نے اس وقت کو گزارا تھا۔

سارا دن میں خوف زدہ سی رہی کہ کہرزاد مجھے دھوکا نہ دے جائے۔ میں ہمیشہ کیلئے کہر میں نہ بدل جاؤں، لیکن شکر ہوا کہ جیسے ہی سورج ڈوبا میں اپنے اصل روپ میں لوٹ آئی۔ کتنی ہی دیر تک میں اپنے وجود کو خود ہی بھینچے روتی رہی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں مر کر زندہ ہوئی ہوں۔

"تم رو کیوں رہی ہو؟ کیا تمہیں یہ سب کچھ اچھا نہیں لگ رہا؟"

وہ کہرزاد تھوڑی دیر تک مجھے دیکھتا رہا پھر خشک لہجے میں پوچھنے لگا۔

بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ میرا دم گھٹ رہا ہے اس دنیا میں۔ میں جلد از جلد" واپس جانا چاہتی ہوں۔ اور کتنا وقت رہنا پڑے گا مجھے یہاں؟" آج میری برداشت جواب دے گئی۔ میں سارے حساب بے باک کر دینا چاہتی تھی جیسے۔

"اگر میں کہوں میں تمہیں واپس جانے نہیں دونگا تو؟"

وہ میری طرف جھک کر مخصوص آواز میں بولا تو میری تو جیسے توح تھرا گئی۔ یہ سوچنا بھی میرے لیے سوہان روح تھا۔

وہ میری وحشت زدہ شکل دیکھ کر دھیرے سے ہنس دیا اور بغیر کچھ کہے غائب ہو گیا لیکن میں بھی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے سکتے کی کیفیت میں کھڑی رہی جب باخور کی آواز نے میرا سکتہ توڑا تھا۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر موجود تھا۔

"مالک نے کہا آپکو باہر سیر پر لے جاؤں۔ آپ اداس ہیں۔"

نہیں باخور یہ اداسی اب اپنی دنیا میں جانے کے بعد ہی ختم ہو گی۔ تم نہیں سمجھ" سکتے میں کتنی اذیت میں ہوں۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے تمہارا مالک کس طرح میرا استحصال کر رہا ہے۔" بھرائی آواز میں بولتی میں تخت پہ جا بیٹھی۔

باخور کچھ دیر میرے خاموش آنسو دیکھتا رہا پھر بڑے پر اسرار سے انداز میں اطراف کا جائزہ لے کر جیب سے کچھ نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے دیکھا وہ ایک خوبصورت انگوٹھی تھی۔

"کیا بات ہے باخور؟ یہ کس کی انگوٹھی ہے؟"

جلدی سے یہ انگوٹھی پہن لیجیئے۔"میرا سوال ان سنا کر کے باخور نے مجھے وہ انگوٹھی دی جس کا موتی پانی سا شفاف تھا۔اس سے پہلے کہ میں سوال جواب کا سلسلہ شروع کرتی اس نے کچھ ایسے انداز میں منت کی کہ میں نے فوراً ہی اپنی انگلی میں وہ انگوٹھی پہن لی۔ باخور نے بے اختیار کھل کے سانس لیا تھا۔

اس انگوٹھی کی وجہ سے مالک آپکے دل اور دماغ نہیں پڑھ پائینگے اور ہم کھل کر" بات کر سکیں گے۔" باخور کے الفاظ اور انداز ایسے تھے کہ میں کنفیوز سی ہو گئی۔

مجھے زیادہ کچھ تو نہیں معلوم مگر آپ اگر واقعی یہاں سے جانا چاہتی ہیں اور مالک" کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں تو میرا خیال ہے آپکو یہ بات بتا دینی چاہیے۔مالک آپ کو جس جادوئی حوض میں لے جاتے ہیں وہ بظاہر جتنا خوبصورت اور پر سکون ہے درحقیقت اتنا ہی ناپاک ہے۔آپ بہتر ہے آپ ان کے ساتھ وہاں جانا چھوڑ دیں۔ باہر سمندر کا پانی بہتر ہے آپ اسے استعمال کیا کریں۔حوض کا پانی اندر سے آپکو تباہ

کر دیگا۔ یہ صرف ان کی اولاد کیلئے اچھا ہے، اسی لیے وہ آپکو روزانہ وہاں لے کر جاتے ہیں۔ آپ کل سے منع کر دیجئے گا۔"

تم اس حوض کے بارے میں اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہو؟" مجھے تشویش اور خوف" لاحق ہوئے۔

آخر ہم کب تک کہر زادوں کی غلامی کرتے رہینگے؟ ان کی طاقت اور کمزوری، ہر" چیز کے بارے میں ہم برسوں سے کھوج لگاتے آرہے ہیں۔ کبھی تو آزادی کا کوئی سرا ہاتھ لگے گا۔"

میں تمہارے لیے دعا کرونگی باخور۔" میں نے صدق دل سے کہا تھا۔"

مجھ سے بھی آپکے لیے جو ہو سکا وہ کرونگا۔ اب اجازت دیجئے اور اس انگوٹھی کا" موتی نکال کر نگل لیں۔ مجھے لگتا ہے یہ موتی فی الحال آپکے پاس ہونا ضروری ہے کیونکہ حوض کی حقیقت جاننے کے بعد عین ممکن ہے آپ اسکے بارے میں سوچتی رہیں اور یوں مالک آپکی اور میری بغاوت کی حقیقت بھی جان جائیں۔"

مجھے اسکی اتنی فکر پر رونا آگیا۔ میں بتا نہیں سکتی اس وقت باخور میرے دل میں کتنا اونچا مقام حاصل کر چکا تھا۔

مگر میں تمہیں یہ واپس کیسے دوں باخور؟" سوال میری زبان سے پھسلا۔"

یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں جب اس موتی کو پکاروں گا یہ چنگاری کی صورت مجھ تک خود ہی پہنچ جائیگا۔" اس کے حوصلہ دینے پر مجھے کچھ اطمینان ہوا۔"

اور پھر باخور چلا گیا اور وہ کہر زادا اپنے مخصوص وقت پر لوٹ آیا۔ میں نے اس سے فوراً ہی باہر چلنے کی سفارش کی جس پر تھوڑا چپ سا ہو گیا، کیونکہ کافی وقت سے میں نے اس سے کوئی بات چیت بند کر رکھی تھی۔ اسکی خاموش نظروں سے لگتا تھا وہ میرے دل اور دماغ کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر میرے اندر صرف خاموشی تھی، جبھی اس نے سر ہلا کر رضامندی ظاہر کر دی اور ہم باہر چل پڑے۔ میں جلد از جلد سمندر کنارے پہنچنا چاہتی تھی، یونہی اپنا پرانا سوال اچانک ذہن میں آیا تو پوچھ بیٹھی۔

"تم ان سب سے الگ کیوں ہو، مطلب اتنے لمبے کیوں نہیں؟"

مان لو تم اپنا قد گھٹا کر باخور جتنا کر سکتی ہو تو کیا تم مستقل اتنے قد میں رہنا پسند کرو" گی یا اپنے اصل تک ہی رہو گی؟ کسی انتہائی ضرورت کے علاوہ تمہیں اپنے اصل میں رہنا ہی سکون دے گا نا؟ ویسے ہی مجھے بھی ضرورت ہے اس حال میں رہنے کی۔ میں تمہیں خوفزدہ نہیں رکھنا چاہتا اس لیے اپنے اصل کو چھوڑ کر یوں رہتا ہوں۔ یہاں سب اپنا قد گھٹا بھی سکتے ہیں اور پہاڑوں سے زیادہ بڑھا بھی سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت ہماری یہی ہے۔" اس نے قریب سے گزرتے ایک نو فٹ کے پہاڑ سے مرد کی طرف اشارہ کیا۔ میں سر ہلا کے رہ گئی۔

خیر چلتے چلتے ہم سمندر کنارے پہنچ گئے۔ میں فوراً ہی پانی کے قریب ہو کر بیٹھ گئی، پانی کی لہریں میرے پیروں کو چھونے لگیں۔ کہرزاد مجھ سے تھوڑے فاصلے پر تھا اور کسی اور کہرزاد سے اپنی زبان میں کچھ بات کر رہا تھا، امید یہی تھی کہ میرے لیے کچھ کھانے پینے کو لانے کہہ رہا کہہ تھا۔ میں نے اس سے نظر بچا کر وضو کرنے

www.novelsclubb.com

کی کوشش کی لیکن میرے اندر عجیب سی چنگاریاں جلنے لگیں، میں ہمت کر کے جیسے تیسے بھی جب تک کہنیوں پر پانی لگانے لگی تو میرے اندر جیسے آتش فشاں سا پھٹ پڑا تھا۔ میرے اندر کی انتڑیاں اور دوسرے اعضاء جیسے آگ کی گرمائش سے پگھلنا شروع ہو گئے تھے اور حلق کے زریعے باہر نکلنے کے درپے تھے۔ میں تڑپتے ہوئے چیخنے لگی تو کہرزاد پلک جھپکتے میں میری طرف آیا اور میرے تڑپتے مچلتے وجود کو بازوؤں میں اٹھا کر ہواؤں پر سوار ہو گیا۔ وہ سیدھا مجھے حوض میں لے اترا تھا۔ میں ابھی اسکے بازوؤں میں تھی اور آدھے سے زیادہ حوض کے پانی میں غرق تھی۔ صرف چہرہ پانی سے باہر تھا جو کہرزاد کے کندھے سے لگا تھا۔ میرے تڑپتے وجود کو دھیرے دھیرے قرار آنے لگا اور میری چیخیں دم توڑ گئیں۔ جب میں مکمل پرسکون ہو گئی تو میں نے آنکھیں کھول کر کہرزاد کو دیکھا۔ وہ چہرہ جھکائے یک ٹک مجھے دیکھ رہا تھا۔ میرے آنکھیں کھولنے پر اس نے جھک کر میرے ہونٹوں کو

www.novelsclubb.com

ہولے سے چوم لیا۔(رائٹر صالحہ قادر)میں اتنی کمزور ہو رہی تھی کہ احتجاج بھی نہ کر سکی بس نیم وا آنکھوں میں بے بسی لیے اسے دیکھتی رہی۔

ایسا کچھ مت کرو منشاء جس سے تمہیں یا میری اولاد کو تکلیف ہو۔میں اپنی اولاد کو" نقصان پہنچانے والے ہر شخص کو تباہ کر دوں گا چاہے وہ تم ہی کیوں نا ہو۔"وہ بولا تو مجھے اس پل اس سے بے حد خوف محسوس ہوا۔وہ میری سہمی نظروں میں جھانک کر طنز سے مسکرایا۔

لیکن مجھے یہ بتاؤ تم جانا کیوں چاہتی ہو منشاء؟ یہاں کیا نہیں ہے تمہارے پاس؟" میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں، میرا دل نہیں چاہتا میں تمہیں جانے دوں۔بولو کیا ملے گا یہاں سے جا کر؟"اس نے مجھے بازوؤں میں اٹھائے ہی شدت سے ہلا ڈالا۔ میرا دل اچھل کر حلق میں آگیا اسکے پر شدت غصے کا احساس ہونے پر۔

یہ میری حقیقت نہیں ہے۔میں انسان ہوں اور انسان ہی رہنا چاہتی ہوں جو یہاں" ممکن نہیں ہے۔وہاں میرا بھائی بھی ہے جو میرا منتظر ہو گا۔جیسے تمہیں تمہاری اولاد

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہت عزیز ہے ویسے ہی میرے لیے میرا بھائی اس دنیا۔ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ تمہارے لیے جیسے انسانو کی دنیا میں انسان بن کر رہنا تکلیف دہ ہے "میرے لیے بھی یہاں رہنا اتنا ہی مشکل ہے۔

کیا مشکل ہے ؟ میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا بس تمہیں کچھ شرائط" مانی ہونگی، کچھ باتوں کو اپنانا ہوگا کچھ چیزوں کو چھوڑنا ہوگا، پھر تم جب چاہو گی میں تمہیں تمہارے بھائی کے پاس لے چلوں گا۔ تم اسے دیکھ کر اسکی حالت جان سکتی ہو۔" وہ میری بات کاٹتا بے تابی سے بولا تھا۔

کیا شرائط مانی ہونگی اور کیا چھوڑنا ہوگا؟ سب سے پہلے اپنا مذہب چھوڑنا ہوگا ہے" نا؟ تم میرے ہم مذہب نہیں ہو نا؟" اور یہاں میں نے کہرزاد کو چپ ہوتے دیکھا تھا۔

پھر وہ مزید کچھ کہے بغیر مجھے اٹھائے اٹھائے ہی گھر واپس لوٹ آیا اور مجھے میرے بستر پر چھوڑنے کے بعد پھر جو وہ گیا تو شاید تین مہینے گزرنے والے تھے مگر وہ لوٹ

کر نہیں آیا تھا۔مجھے سکون ملنے کے بجائے تشویش ہونے لگی کہ کہیں یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی نہ ہو۔البتہ باخور سے میری دوستی بہت گہری ہو گئی تھی۔

پھر چوتھا مہینہ بھی شروع ہو گیا۔میں آئینے میں کھڑی متحیر سی اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔اب تک میرے بدن میں کچھ تبدیلی آ جانی چاہیے تھی مگر میری فٹنس جوں کی توں تھی۔میں نے یہ بات باخور سے شیئر کی تو وہ ہنس دیا۔

آپ بار بار بھول جاتی ہیں آپ انسانی دنیا میں نہیں ہیں اور آپ کی کوکھ میں بھی" کوئی عام سا انسانی بچہ نہیں ہے۔"اب اس سے زیادہ وہ مجھے کیا وضاحت دیتا۔میں نے "جو ہو گا دیکھا جائیگا" سوچ کر اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔

پھر چوتھے مہینے کی ایک شب سوتے ہوئے مجھے لگا میرے جسم کے اندر کے تمام اعضاء برف کے بن گئے ہوں۔میں نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن پلکوں پر بھی جیسے برف سی جمی تھی۔میں خود کو پوری طرح سے برف کا ایک بڑا سا ٹکڑا محسوس کر رہی تھی۔ساری رات اسی کیفیت میں گزر گئی تھی۔اگلی صبح جب میں

اٹھی تو پورا بدن ٹوٹ رہا تھا۔ جسم میں اتنی جان بھی نہیں تھی کہ بیڈ سے اتر جاتی۔ میں تکیے سے ٹیک لگائے نیم جان سے بیٹھی ہانپنے لگی۔ سامنے آئینے پر نظر پڑی تو میں چونک گئی۔ میں انسانی حالت میں موجود تھی جبکہ کل تک صبح اٹھنے کے بعد میں کہر میں ڈھل جایا کرتی تھی۔ مجھے آئینے میں اپنا عکس نظر نہیں آتا تھا مگر آج میں موجود تھی۔ ایک سرخوشی کی حالت میں میں گرتی پڑتی بیڈ سے اتر کر آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور اپنے عکس کو دیوانہ وار تکنے لگی۔ خوشی سے میری چیخ نکلتی رہ گئی کیونکہ چیخ مارنے کی بھی ہمت نہ تھی۔ تبھی میں نے آئینے میں باخور کا عکس نمایاں ہوتا دیکھا۔ باخور کچھ گھبرایا ہوا تھا۔

"میں نے رات کو آپکے اندر سے وہ جادوئی موتی نکال لیا تھا۔"

تو اسی لیے رات کو میرا وجود برف جیسا ہو گیا تھا؟"میں اسکی بات کاٹتی خفگی سے" بولی۔

نہیں، آپکا وجود برف سا اس لیے ہوا تھا کیونکہ آپ نے چھوٹے مالک کو جنم دیا" تھا۔اس کے بعد میں نے یہ موتی نکال لیا تھا کیونکہ اب آپکو اسکی ضرورت نہیں رہی۔مالک اب آپکے اندر نہیں جھانک سکتے، آپکے خیال نہیں پڑھ سکتے۔" باخور کی اس اطلاع نے مجھے دم بخود کر دیا تھا۔میرا ہاتھ بے ساختہ میرے ہیٹ سے جا لگا۔ایک عجیب سا آگ اور برف سا غیر واضح سا احساس اندر ہوتا تھا وہ آج نہیں ہو رہا تھا۔سب کچھ خالی خالی تھا۔میں نے پلٹ کر آئینے میں دیکھا۔(رائٹر صالحہ قادر) اگرچہ میں انسانی حالت میں تھی مگر میرا رنگ روپ نچوڑ کر رہ گیا تھا۔ایسا لگتا تھا اندا گوشت پوست نہ ہو بس ہڈیوں پر کھال چپکی ہو۔میں برسوں پرانی زندہ لاش لگ رہی تھی۔میں نے خوفزدہ ہو کر دوبارہ باخور کی طرف رخ موڑ لیا۔

وہ کہاں ہے؟ میرا بچہ؟"میرا سوال کمرے میں چھاتی دھند کو دیکھ کر دم توڑ گیا۔" توقع کے مطابق اس نے آتے ساتھ ہی باخور کو جانے کا حکم دے دیا۔باخور نے جانے سے پہلے مجھے یوں دیکھا جیسے آخری بار دیکھ رہا ہو۔

الوداع ملکہ " جانے سے پہلے اس نے سر جھکا کر دھیرے سے کہا اور غائب ہو گیا۔"

(رائٹر صالحہ قادر) میں نے دزدیدہ نظروں سے کہرزاد کو دیکھا تو وہ اسپاٹ نظروں سے میری طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ تقریباً چار ماہ بعد اسے دیکھ رہی تھی۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

وہ کہاں ہے ؟" میں نے کانپتی آواز میں پوچھا۔"

وہ کہیں بھی ہے تمہیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے۔ کیا تم یہاں رہ کر ماں کی" طرح اسے پالو گی؟ نہیں نا، تو خاموش رہو۔" وہ غرایا تھا۔ میں بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔

مگر مجھے اسے ایک بار اسے دیکھنے تو دو۔ میں نے اتنے مہینے اسے کوکھ میں رکھا" ہے۔ اتنی تکلیف سہی ہے۔" میری آواز بھرا گئی۔ خالی پن میرے اندر بسیرا کر گیا تھا۔

مشکل میں پڑ جاؤ گی منشاء۔ میرے لیے تو یہاں نہیں رکنا چاہتیں لیکن وہ تمہیں" محصور کر دیگا، جکڑ لے گا تمہیں اور تمہارا سکون۔ تمہارے پاس دو ہی راستے ہیں "منشاء۔ تمہاری اولاد یا تمہارا بھائی۔

اسکے سفاکی سے جتانے پر دل نے ہمک کر خواہش کی کہ اس ننھی جان کو دیکھا جائے لیکن جس طرح کہر زاد بول رہا تھا اگر ویسا ہی ہوا؟ اس ننھی جان نے مجھ پر جادو کر دیا تو؟ میں اپنا اصل اپنی پہچان اپنا بھائی اور سب سے بڑھ کر اپنے مذہب سے محروم ہو جاؤں گی، جس کا میں نے زرا خوف نہ کیا تھا اور نفس کے ہاتھوں مچل کر زنا کی مرتکب ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ میری زندگی کا سب سے مشکل فیصلہ تھا۔ (رائٹر صالحہ قادر) دل مامتا کے احساس سے لبریز تھا مگر دماغ تلخ حقائق دکھا رہا تھا۔ بہر حال دل کو پتھر تلے کچل کر میں نے واپسی کی خواہش کی تو میں نے کہر زاد کا چہرہ پھیکا پڑتا دیکھا۔ وہ شاید امید کر رہا تھا میں اولاد کیلئے پگھل جاؤں گی لیکن میں خود پر مزید گناہ نہیں لاد سکتی تھی۔

میں رات کو تمہیں تمہاری دنیا میں لے جاؤں گا۔"ناگواری سے کہہ کر وہ جانے کو تیار تھا جب میں نے بے اختیاری میں اس سے عفان کا حال پوچھ لیا۔اس نے جواب میں مجھے قہربار نظروں سے پہلے دیکھا اور جواب بعد میں دیا۔

"کیوں پوچھ رہی ہو تم اس کے بارے میں؟"

دیکھو میں ایسے ہی واپس چلی گئی تو کوئی مجھ پر یقین نہیں کرے گا۔میں لاکھ قصے سناؤں سب مجھے دھوکے باز یا پاگل کہیں گے۔آخر بار عفان میرے ساتھ دیکھے گئے تھے،میں تنہا گئی تو دنیا مجھے مشکوک نظروں سے دیکھے گی۔ ممکن ہے مجھے عفان کا اغوا کار یا قاتل تصور کیا جائے۔اگر وہ زندہ ہیں تو پلیز انہیں میرے ساتھ بھیج دو۔ "شاید دو لوگوں کی باتوں پر دنیا کچھ یقین کر لے۔

میں زمین پر بیٹھ کر گڑگڑانے لگی۔یہ حقیقت تھی جو مجھ پر حال ہی میں آشکار ہوئی تھی۔عفان کے بغیر گئی تو وہ دنیا بھی میرے لیے جہنم سے بد تر ہی ہو گی۔میرے

بہت گڑ گڑانے کے بعد اس نے مجھے کوئی جواب تو نہ دیا مگر انکار بھی نہ کیا اور خاموشی سے دھند میں لپٹ کر غائب ہو گیا۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

چلو تمہاری دنیا تمہاری منتظر ہے منشاء۔" اچانک پیچھے سے آتی طنزیہ آواز پر میں" چونک کر پلٹی۔ کہر زاد میرے پیچھے موجود تھا اور آج حد سے زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔ میں نے آنکھ سے گرتا آنسو تیزی سے گاؤن کی آستین سے صاف کر لیا۔ نجانے کس کس بات پر رونا آ رہا تھا، بس روئے جا رہی تھی میں صبح سے۔

اور وہ عفان؟" میں ڈرتے ڈرتے بولی تھی۔ اس نے کچھ کہے بغیر میرا ہاتھ پکڑ لیا" اور چند پل میری آنکھوں میں تکنے کے بعد دھیرے سے بولا۔

تمہیں کبھی میری ضرورت ہو، دنیا تم پر تنگ ہو تو مجھے پکار لینا میں تمہیں یہاں" لے آؤں گا مگر یاد رکھنا اگلی بار جب میں تمہیں یہاں لایا تو واپس نہیں جانے دونگا۔ قید کر لوں گا میں تمہیں۔" اسکی دھیمی آواز میں دھمکی زوردار تھی۔ میں نے دل

www.novelsclubb.com

ہی دل میں توبہ کی کہ اسے پکارنا تو دور میں اسکا تصور بھی نہیں کرنے والی۔ میں ابھی اسی سوچ میں تھی کہ اچانک منظر بدلا اور میں نے خود کو تایاابو کے گھر کی چھت پہ پایا۔ میں نے بے اختیار کہر زاد سے ہاتھ چھڑائے اور دیوانہ وار چھت کا جائزہ لینے لگی، وہ بلاشبہ تایاابو کی ہی چھت تھی۔

آگ۔۔۔۔دور کرو اس آگ کو۔ کون ہو تم؟ کیا میں مر گیا ہوں؟ یااللہ مجھے " معاف کردے۔ اس آگ کو دور کرو۔ کوئی بچاؤ مجھے۔ آگ۔۔۔۔آگ۔۔۔" میں سکتے کی کیفیت میں رات کی تاریکی میں چاند کی روشنی میں چمکتی چھت کا جائزہ کے رہی تھی جب اچانک پیچھے سے چیخنے چلانے کی آواز آنے لگی۔ میں نے پلٹ کر دہشت زدہ نظروں سے دیکھا وہ عفان تھے جو بری طرح چلا رہے تھے۔ ان کے آس پاس کچھ بھی نہ تھا پھر بھی وہ آگ آگ کرتے چلا رہے تھے۔ عفان کو زندہ دیکھ کر میری آنکھ سے ایک تشکر بھرا آنسو گرا۔ میں نے کہر زاد کی تلاش میں نظریں دوڑائیں تو وہ کہیں نہ تھا۔ میں پاگلوں کی طرح چھت کا جائزہ لینے لگی لیکن

www.novelsclubb.com

کہر زاد کہیں بھی نہیں تھا۔ یکبار گی چھت کی سیڑھیوں پر شور سا سنائی دیا۔ پھر چھت کی سیڑھیوں کی لائٹ اوپن ہوئی، پھر اوپر کا دروازہ کھلا اور بریان اور شاہان بھائی ہتھیاروں سے لیس نمودار ہوئے۔ ظاہر رات کے اس پہر چھت عفان کے چلانے کی آوازوں نے ان پر اچھا تاثر تو نہ چھوڑا ہوگا۔ لیکن اوپر آنے کے بعد ہم دونوں کو عجیب و غریب حالت میں پا کر دم بخود رہ گئے۔ (رائٹر صالحہ قادر) دو منٹ بعد تایا ابو بھی اوپر آ گئے، ان کی حالت بھی برہان اور شاہان بھائی کی حالت سے الگ نہیں تھی۔ کالے گاؤن میں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی میں اور ہنوز آگ آگ چلاتے عفان۔ پھر میں نے دھندلائی نظروں سے شاہان بھائی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ کچھ پوچھ رہے تھے مگر مجھے سنائی نہیں دیا اور اسکے ساتھ ہی میری ہمت جواب دے گئی اور میں لہرا کر زمین پر گرنے لگی مگر کسی نے مجھے تھام لیا تھا، شاید شاہان بھائی نے۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

تقریباً دو ہفتوں بعد میں مکمل طور پر ہوش میں لوٹی تھی۔ میں بتا نہیں سکتی ہوش میں آنے کے بعد بھی خود کو اپنی ہی دنیا میں اپنے اپنوں کے درمیان پا کر میں کتنی خوش تھی۔ میں نے منے کو سینے میں بھینچا تو تایا ابو کے الگ کرنے پر ہی الگ کیا۔

صحت بخش کھانا کھانے کے بعد جب مجھ میں ہمت اور حوصلہ پیدا ہوا تب تایا ابو نے مجھ سے اصل قصہ پوچھا۔ میں چپ سی ہو گئی۔ نجانے عفان نے انہیں کیا کیا بتایا تھا۔ کہیں کچھ گڑ بڑ نہ ہو جائے میرے منہ کھولنے سے۔ میں نے جھجھکتے ہوئے عفان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ایک طویل سانس خارج کی تھی۔

ہر وقت چپ چاپ سکتے کی حالت میں بیٹھا رہتا ہے پھر کسی وقت اچانک دورا اٹھتا" ہے اور آگ آگ چلانے لگتا ہے۔ اسکی کھال بہت سی جگہوں سے جھلس گئی ہے۔ خدا ہمارے حالات پر رحم کرے۔ اس وقت اسے اپنا کوئی ہوش نہیں۔" تایا ابو یہ بتاتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ میں نے ٹھنڈی سانس خارج کی۔

تم ہی کچھ بتاؤ بیٹا کہاں تھے تم لوگ اور آئے بھی تو چھت سے؟ ہم نے " کی ریکارڈنگ دیکھی ہے لیکن گھر کے اطراف سے یہ CCTV cameras بھی نظر نہیں آیا کہ تم لوگ کہاں سے گھر آئے ہو؟ چھت پر کیسے پہنچے؟ کچھ سمجھ نہیں آرہا، اوپر سے تمہارا لباس؟"تایا ابو بہت کنفیوز لگ رہے تھے اور غلط کنفیوز تو نہیں تھے وہ۔ بہر حال مجھے کچھ تو بتانا تھا۔

میں نے سچ میں جھوٹ کی پزش کر کے انہیں کہانی کہہ سنائی کہ گاڑی کے سفر کے دوران مجھے اونگھ آگئی۔ شدید سردی کے احساس سے میری آنکھ کھلی تو میں ایک جزیرے نما جگہ پر موجود تھی جہاں سارا دن کہر چھائی رہتی اور رات کو سب کو واضح ہو جاتا۔ مجھے وہاں کوئی اور نظر نہیں آتا تھا۔ بس کہر چھٹتے ہی کھانا سامنے رکھا ہوتا۔ ایک دن کہیں سے ایک عجیب شکل کا جانور وہاں چلا آیا جس نے مجھے پنجہ مارا جس سے میرا لباس پھٹ گیا تب اگلے دن کھانے کے ساتھ لباس بھی موجود تھا۔ نجانے کھلے آسمان تلے میں کب تک رہی۔ کبھی اس جانور کے سوا کوئی ذی روح

نظر نہ آئی، پھر ایک دن ایک نو فٹ کا عجیب سا آدمی آیا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسکے ایسا کرتے ساتھ ہی میں ہمارے گھر کی چھت پر موجود تھی۔ یہ سب کیا تھا کیوں تھا "مجھے کچھ نہیں معلوم تایا ابو۔

میں نے بولنے کے بعد ان کا چہرہ دیکھا صاف نظر آرہا تھا وہ مجھے پاگل یا کسی گہرے صدمے کا شکار سمجھ رہے ہیں۔ ان کی بے یقینی عجیب نہیں تھی۔ میں بھی ان کی جگہ ہوتی تو یقین نہ کرتی۔ تایا ابو نے میرا سر تھپک اور اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد بہت بار سب مجھ سے باری باری اور کبھی اکیلے میں حقیقت پوچھنے آجاتے مگر میں نے کہانی میں کوئی ردوبدل نہ کیا۔ اب سب الجھے الجھے رہنے لگے تھے۔ سب کو بس عفان کے صدمے سے نکلنے کا انتظار تھا تاکہ ان سے حقیقت جان سکیں۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

ٹھیک ڈیڑھ مہینے بعد عفان کی حالت تھوڑی نارمل گئی۔ تائی امی نے مختلف بابوں کو بلا کر ان پر پڑھائی کروائی تھی اور تایا ابو نے کچھ اسپیشل ڈاکٹرز سے ان کا معائنہ

www.novelsclubb.com

کروایا تھا جوان کی حالت جلد بہتر ہو گئی تھی مگر ان کا چہرہ جلنے کے نشانات کی وجہ سے بہت بھیانک لگتا تھا جس کا سبھی کو بے حد صدمہ تھا۔ وہ تایا ابو کے سب سے خوبصورت بیٹے تھے، افسوس تو ہونا تھا۔ خیر اس دن سب لوگ لاؤنج میں عفان کو گھیرے بیٹھے ان سے حقیقت جاننے کو بے قرار تھے مگر عفان سر جھکائے جیسے مراقبے میں چلے گئے تھے۔ پھر میں نے ان کی لرزتی پلکیں ایک پل کو اپنی طرف اٹھتی دیکھیں تو میں جان گئی وہ یہ سوچ کر گھبرا رہے ہیں کہ میں نے سب کو ہمارے بارے میں بتایا تھا یا نہیں!

"جس دن یہ سب ہوا تھا میں آپ کے ساتھ منان کے اسکول گئی تھی کسی سلسلے میں۔ مجھے گاڑی میں اونگھ آ گئی تھی لیکن آپ ڈرائیو کر رہے تھے، تو کیا گاڑی کو کوئی حادثہ پیش آیا تھا؟ کچھ ہوا تھا؟ کیونکہ میں نے تو نیند سے اٹھتے ساتھ ہی خود کو اس ویران جزیرے میں پایا تھا۔" میں لفظوں کا ہیر پھیر کر کے سوال پوچھتے ہوئے

www.novelsclubb.com

انہیں سمجھا دیا کہ میں نے گھر میں ہمارے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا جس سے وہ کافی پر سکون ہو گئے تھے۔

ہاں ہاں، اچانک گاڑی کو جھٹکا لگا تھا۔ بہت زوردار۔ پھر پلک جھپکتے میں منظر بدلا" اور میں نے خود کو آگ سے بنے کمرے میں پایا تھا۔ وہاں ہر طرف آگ ہی آگ تھی جو مجھے چھو کر اذیت تو دیتی تھی لیکن جلا کر بھسم نہیں کرتی تھی، عجیب ہی آگ تھی۔ ہر وقت میں اس ازیت میں رہتا کہ جب بھوک سے مرنے والا ہو رہا ہوتا تو آگ بجھ جاتی اور ایک گیارہ فٹ کا آدمی آکر مجھے کچھ کھانے کو دے جاتا۔ میں جیسے ہی پیٹ بھر کر کھاتا آگ یکدم بھڑکنے لگ جاتی۔ میں کب گھر پہنچا کیسے پہنچا مجھے کچھ یاد نہیں ماما۔ میرے آنکھوں کے سامنے مجھے بس ہر وقت آگ ہی نظر آتی رہتی۔"

خوش قسمتی سے ان کی بتائی ڈیٹیل میری بنائی کہانی سے ملتی جلتی تھی جبھی سب کی کنفیوزن سوگنا ہو چکی تھی۔ برہان کا خیال تھا شاید ہم Parallal

میں چلے گئے تھے جبکہ تائی امی توہم پرست تھیں۔ان کا خیال تھا universe شاید گاڑی کو لگنے والے جھٹکے نتیجے میں ہم نے کسی جن کو کچل دیا ہو اور سزا دینے ہمیں اپنی دنیا میں لے گئے ہوں۔چونکہ گاڑی عفان چلا رہا تھا اسی لیے عفان کو زیادہ ازیت میں رکھا گیا تھا۔

تایا ابو شاہان بھائی اور ان کی نئی نویلی بیگم کو البتہ اس سب پر یقین نہیں تھا۔اب کا خیال تھا شاید ہمارے دماغ کو ایکسیڈنٹ سے چوٹ لگی ہے۔لیکن اس کے بعد ہم میں بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ CCTV رات گئے چھت سے کیسے آئے جبکہ اس سوال کا جواب ظاہر ہے کسی کو نہیں ملنے والا تھا۔ہم صحیح سلامت تھے سب کیلئے یہ کافی تھا۔

عفان کے بہت سے کالے بکروں سے صدقے دیے گئے۔بظاہر عفان نارمل ہو چکے تھے لیکن وہ آگ سے بہت ڈرتے تھے۔ہلکی سی چنگاری بھی دیکھتے تو چیخ پڑتے۔پھر انہوں نے اپنی سرجری کروائی مگر آگ کے جلنے کے ایسے عجیب نشان

تھے جو جا کر نہیں دیتے تھے۔وہ کوشش کر کر ہارے۔اسی دوران ان کی دیرینہ گرل فرینڈ سوزین بھی امریکہ سے ان سے ملنے چلی آئی۔مجھے پہلی بار پتہ چلا تھا انکی کوئی گرلفرینڈ بھی تھی وہ بھی فرنگی۔میرے دل کو ہلکا سا دھکا لگا تھا۔جب زندگی میں پہلے ہی کوئی اور تھی تو مجھے امید کیوں دی تھی؟

سوزین عفان کی زبانی تمام حقیقت جاننے کے بعد انہیں پاگل سمجھ رہی تھی۔

عفان تم تو مینٹلی بہت ڈسٹرب ہو گئے ہو۔اگر تمہارا پاگل پن وقت کے ساتھ" ساتھ بڑھتا گیا تو؟سوری لیکن میں کوئی رسک نہیں لے سکتی۔"وہ عفان کی پکار ان سنی کرتی تیزی سے گھر سے نکل گئی۔عفان کی دماغی حالت تو بس بہانہ تھی،اسکی شکل ورنہ صاف بتا رہی تھی وہ عفان کی شکل صورت کے بگڑ جانے سے گھبرا رہی ہے۔یہ بات مجھ سمیت سبھی نے محسوس کر لی تھی اس لیے عفان کے سوا کسی نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔تائی امی بڑبڑا رہی تھیں کہ شکل کو کیا چاٹنا ہے، محبت دل سے کی جاتی ہے۔

وہ اتنی اچھی باتیں اس لیے کر رہی تھیں کیونکہ معاملہ ان کی اپنی اولاد کا تھا۔ سوزین کے جانے کے بعد عفان کچھ دیر سکتے میں بیٹھے رہے پھر انہوں نے چیخنا چلانا شروع کر دیا "سب چلے جاؤ مجھے چھوڑ جاؤ۔ میں بہت بدصورت ہوں نا، تھو کو مجھ پہ۔

مجھے اتنے عرصے میں پہلی بار ان پر ترس آیا تھا۔ تایا ابو نے سینے سے لگا کر انہیں قابو کرنے کی کوشش کی جبکہ شاہان بھائی نے انہیں سکون کا انجیکشن لگا دیا۔ وہ سو گئے تو انہیں لاؤنج میں صوفے پر ہی چھوڑ کر سب لاؤنج سے نکل گئے تاکہ وہ ڈسٹرب نہ ہوں۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

www.novelsclubb.com

اس واقعے کے چند دن بعد میں چھت پر دھلے کپڑے ڈالنے گئی تھی جب عفان میرے پیچھے چلے آئے۔ انہیں تنہائی میں سامنے دیکھ کر میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

مجھے خوفزدہ دیکھ کر وہ افسردہ سے ہو کر دو قدم پیچھے ہو گئے۔

تم بھی مجھ سے ڈرو گی مشی؟" ان کی آواز نہیں کرب تھا۔"

"میں آپ کی صورت سے نہیں آپکی سیرت سے خوفزدہ ہوں عفان۔اور میرا نام منشاء ہے مجھے اسی نام سے پکارا کریں۔"(رائٹر صالحہ قادر)ہمت کر کے میں نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا اور کام میں لگ گئی لیکن انہوں نے میرا ہاتھ تھام کر گھٹنے زمین پر ٹیک دیے۔میں انہیں یوں گھٹنوں کے بل اپنے مقابل گڑگڑاتے دیکھ کر بوکھلا گئی۔

پھر وہ بھینچی آواز میں رو رو کر مجھے یقین دلانے لگے وہ پہلے جیسے نہیں رہے۔ان کے اس قدر معافی مانگنے پر میرا دل کچھ پسیج گیا اور میں نے انہیں معاف کر دیا۔

"منشاء، ہمارا بچہ ؟ کیا ہوا اس کا؟"اچانک انہوں نے بے تابی سے پوچھا تو میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔

"نہیں مجھے نہیں پتہ۔شاید مجھے غلط فہمی ہوئی تھی کیونکہ وہاں مجھے کبھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ میں پریگنینٹ ہوں۔اور نہ گھر لوٹنے کے بعد کبھی محسوس ہوا۔غلط فہمی ہوئی ہو گی۔"میں نظریں چرا کر بھیگی آواز میں بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چونکہ پریگنینسی کی خبر ڈاکٹر سے کنفرم نہیں کروائی گئی تھی اس لیے عفان نے اس جھوٹ پر یقین کرلیا۔ میں کونسا دس بچوں کی ماں تھی، پہلی بار تھا، غلط فہمی ہو گئی ہو گی۔

اسکے بعد انہوں نے مجھے شادی کی آفر کی۔ (رائٹر صالحہ قادر) اب میرے دل میں ان کی محبت تو مر چکی تھی مگر میں یہ بھی جانتی تھی میں ان کے سوا کسی اور کے قابل بھی نہیں رہی ہوں۔ میں نے نہ ہاں میں جواب دیا نہ ناں میں جس پر وہ بھی مجھے جلد جواب دینے کا کہہ کر چلے گئے۔

پھر دو دن بعد تائی امی میرے پاس آئیں اور بڑے لاڈ سے مجھے عفان سے شادی کرنے کیلیئے منانے لگیں۔ میں جانتی تھی وہ مجھے اتنے پیار سے اس لیے فورس کر رہی ہیں کیونکہ عفان کا چہرہ بگڑ چکا تھا۔ کوئی اعلیٰ خاندان کی حسین لڑکی عفان سے اب شادی نہیں کرنے والی تھی۔ میں غریب ضرور تھی مگر خوبصورت اور قابل

www.novelsclubb.com

قبول حد تک پڑھی لکھی بھی تھی، بالکل جاہل گنوار نہیں تھی سو مجھ پہ اکتفا کرنا ہی بہتر لگا نہیں۔اب میں نے ناچار ہاں کہہ دی کہ ناں کی گنجائش نہ تھی۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

عفان اور میرا نکاح جلد ہی ہو گیا بالکل سادگی کے ساتھ۔میں نے عفان کو کبھی ان کی بدصورتی کا احساس نہیں دلایا تھا جس نے انہیں اور نادم کر دیا تھا۔وہ اکثر ہی مجھ سے اپنے کیے کی معافی مانگتے تھے،میں انہیں معاف کر چکی تھی پھر بھی ان کا گلٹ نہیں جاتا تھا۔منے کو عفان نے اپنی پہلی اولاد کی طرح ٹریٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اسکا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے زندگی سبک ہوا کی طرح گزر رہی تھی جب عفان اور مجھے یہ خبر ملی کہ میں ماں بننے والی ہوں۔مجھے بے اختیار وہ اندیکھا ننھا وجود یاد آیا جس کی وجہ سے مجھے زندگی کے عجیب رخ دیکھنا پڑا تھا۔جس کی پیدائش بھی حیرت انگیز تھی۔نجانے وہ کس حال میں ہو گا؟کیا وہ بھی ننھی سی عمر میں کہر میں ڈھلتا ہو گا؟اسکا انسانی روپ میرے جیسا تھا یا اپنے باپ جیسا تھا؟اور کیا باخور اور

www.novelsclubb.com

کہر زاد کے قبیلے میں کوئی جنگ دوبارہ چھڑی ہو گی؟ اگر چھڑی ہو گی تو اس بار جیت کس کی ہوئی ہو گی؟ کیا کہر زاد نے کسی اور سے شادی کی ہو گی؟ کیا وہ اپنی بیوی کو بھی ویسے ہی چاہتا ہو گا جیسی چاہت کا وہ مجھ سے دعویٰ کرتا تھا؟ بہت سارے سوالات تھے جن کا جواب مجھے اب کبھی نہیں ملنا تھا۔ اور نہ ہی ملتا تو اچھا تھا۔ گہری سانس بھر کر میں نے کہر بھری شام پر نظر ڈال کر کھڑکی بند کر لی۔ کہر سے مجھے اب بھی خوف آتا تھا۔ ڈر لگتا تھا یہ کہر مجھے کبھی اپنے اندر گم نہ کر لے۔ میں نے جھر جھری لے کر غسل خانے کا رخ کیا تھا۔ پوری لگن اور دل سے وضو کرنے کے بعد میں جانماز پر کھڑی ہو گئی۔ میں اب اپنی پاکی کا بہت خیال رکھتی تھی۔ کوشش کرتی کہ تصور میں بھی بھٹک نہ جاؤں۔ میں اللہ کو راضی کرنا چاہتی تھی جسے نفس کے ہاتھوں میں نے شاید ناراض کر دیا تھا۔ اس پاک ذات نے پھر بھی مجھے زندگی اپنی تمام خوشیوں سمیت لوٹا دی تھی۔ میں جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

the end

www.novelsclubb.com